انگریز اور وہابی

مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ

مسلم پبلیکیشنز
MUSLIM PUBLICATIONS

انگریز اور وہابی

ناشر: مسلم پبلیکیشنز
سوہدرہ (گوجرانوالہ)

مدیر: حکیم محمد ادریس فاروقی

ڈسٹری بیوٹر

دار السلام

کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

ریاض ۰ جدہ ۰ شارجہ ۰ لاہور

لندن ۰ ہیوسٹن ۰ نیو یارک

دار السلام
DARUSSALAM

سعودی عرب (ہیڈ آفس و مرکزی شوروم)

پوسٹ بکس:22743 الریاض:11416 سعودی عرب

فون:00966-1-404 3432-403 3962 فیکس:402 1659

E-mail: Darussalam@naseej.com.sa

Website: www.dar-us-salam.com

① طریق مکہ-العلیا بالریاض فون:00966-1-4614483 فیکس:4644945

② شارع الاربعین-الملز بالریاض فون:00966-1-4735220 فیکس:4735221

③ جدہ فون و فیکس:00966-2-6807752

④ الخبر فون:00966-3-8692900 فیکس:8691551

شارجہ

شارجہ فون:5632623 فیکس:5632624 (009716)

پاکستان (ہیڈ آفس و مرکزی شوروم)

① 36-لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ لاہور فون:0092-42-7240024-7232400
فیکس:7354072 **E-mail:** darussalampk@hotmail.com

شوروم② غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور فون:7120054 فیکس:7320703

شوروم③ اردو بازار گوجرانوالہ فون:0092-431-741613 فیکس:741614

لندن

فون:0044-208 5202666 فیکس:208 5217645

امریکہ

① ہیوسٹن فون:001-713 7220419 فیکس:7220431

② نیو یارک فون:001-718 6255925

ایڈیشن: (4) طبع: (2006) تعداد: (1100)

مطبع: احمد پرنٹنگ پریس 36۔لوئر مال لاہور فون 7240024

انگریز اور وہابی
مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ
مسلم
پبلیکیشنز
MUSLIM PUBLICATIONS

فہرست

ایک گزارش ۵۳

❀❀❀

عرض ناشر

رسالہ ''انگریز اور وہابی'' نئی ترتیب کے ساتھ پیش ہے۔ اس رسالہ میں دلائل وشواہد سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ وہابی کا لفظ انگریز کا ایجاد کردہ ہے۔ انگریز نے ان سرگرم مسلمانوں کو جو اس کے خلاف شمشیر بکف اور صف آراء تھے' بدنام کرنے کے لئے یہ خطاب دیا.......... حالانکہ تاریخ گواہ ہے کہ جن حاملینِ کتاب وسنت کو وہابی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے وہ نہ محمد بن عبدالوہابؒ کے معتقد ہیں نہ پیروکار' نہ اس کے مقلد ہیں اور نہ اس کی طرف اپنی نسبت کرتے ہیں نہ اس کا دن مناتے ہیں' وہ صرف یہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے وقت میں ایک پُر جوش مصلح' پُر تاثیر مبلغ اور کھرا مسلمان تھا وہ جزیرۂ عرب میں قرآن وسنت پر مبنی ریاست قائم کرنا چاہتا تھا۔ اور شرک وبدعت کے استیصال میں نرم گوشہ نہ رکھتا تھا۔ (۱)

اس رسالہ میں آپ انگریز اہل قلم کے حوالوں سے پڑھیں گے کہ وہابی اعلیٰ عقائد اور شریفانہ اخلاق رکھتے تھے۔ ان کا نظم ونسق بہترین تھا۔ ان کا مقصد نہایت بلند تھا.......... اور وہ محض یہ تھا کہ کسی نہ کسی طرح سرزمین ہند کو برائی کی آلودگیوں سے پاک کرکے صحیح اسلامی ریاست بنادیا جائے۔

---

(۱) امام محمد بن عبدالوہاب پر کتب موجود ہیں' اور کئی اپنی تالیفات بھی ہیں ان کا مطالعہ فرمالیجئے۔ مصنف

کی جو بات قرآن و حدیث کے خلاف ہے اس کی نشاندھی کی جائے۔ اگر انہوں نے قرآن و حدیث کے مطابق لکھا ہے تو ان کی مخالفت میں معاندانہ رویہ اختیار کرنے سے اجتناب کیا جائے۔ (فاروقی)

یہ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ جو مقدس جماعت ملک کو انگریزی تسلط سے پاک کرنا چاہتی ہو اور جملہ برائیوں کو دور کرنے کی خواہاں ہو اور اس مقصد کے حصول کے لئے میدانِ عمل میں کود گئی ہو۔ اور انجام کار جس کا مقصد اسلامی نظام کا قیام عمل میں لانا ہو اسے بدنام کیا جائے۔ اس کے خلاف غلط اور ناروا پروپیگنڈا کیا جائے اور اس پر سخت ترین فتوے جڑے جائیں۔

وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ○

انگریز جو وہابیوں کا سب سے بڑا دشمن ہے وہ برملا کہتا ہے "کہ وہابی اصل میں سنیوں کی ترقی یافتہ جماعت ہے" مگر اپنے اس کے برعکس کہیں "کہ نہیں صاحب، یہ گستاخوں اور گمراہوں کا ٹولہ ہے" یہ کس قدر صریح ظلم اور ناانصافی ہے؟ ایسے حضرات سے ہم اَدب سے یہ کہیں گے للہ تاریخ کا منہ نہ چڑائیں، اور آفتاب عالم تاب کو شب تاریک نہ کہیں۔ یقین نہیں تو جاؤ تاریخ کے صفحات کھول کر دیکھو اور بتاؤ کہ تاریخ کس کی تائید کرتی ہے؟ ہم زیادہ سے زیادہ یہی کہہ سکتے ہیں۔ ؎

آنکھیں اگر بند ہیں تو دن بھی رات ہے
بھلا اس میں کیا قصور ہے آفتاب کا

ہم بہ یقین کہتے ہیں کہ اگر آپ ضد اور تعصب سے الگ ہو کر یہ رسالہ پڑھیں گے تو یقیناً فکر و نظر میں تبدیلی پیدا ہوگی، مکر و فریب کا وہ جال جو بعض کرم فرماؤں نے بچھا رکھا ہے تار تار ہو جائے گا۔

''مسلمان کمپنی سوہدرہ'' نے اس رسالہ کو نئے حسن ترتیب سے شائع کیا ہے جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں۔

آخر میں ہم درخواست کرتے ہیں کہ حضرت مولانا عبدالمجید سوہدرویؒ کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا یہ صدقہ جاریہ قبول فرمائے۔ (آمین)

حافظ محمد نعمان فاروقی
منیجر
مسلمان کمپنی سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ

دیباچہ

ہندوستان میں حنفی اور وہابی کی جنگ مدت سے چلی آ رہی ہے' مگر افسوس کہ آج تک نہ حنفی نے وہابی کو سمجھنے کی کوشش کی اور نہ وہابی نے حنفی کو پہچاننے کی سعی کی۔ دونوں ایک دوسرے سے متنفر رہے' اور اسی تنفر کی بناء پر بحث و مباحثہ اور جدل و جدال کا سلسلہ جاری رہا۔ (۱)

ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر دونوں فریق ایک دوسرے کے قریب ہو کر انہیں پہچاننے کی کوشش کریں اور ایک دوسرے کی حقیقت سے آگاہ ہو جائیں تو یقیناً یہ تنفر اور بُعد اور دوری جاتی رہے۔ خصوصاً اگر حنفی وہابی کی حقیقت سے آگاہ ہو جائے' تو اسے اتنا برا اور معتوب تصور نہ کرے' جتنا کہ سمجھ رہا ہے۔ چنانچہ ''حقیقت وہابیت'' کے عنوان سے ایک رسالہ ہم نے لکھ دیا ہے جس میں نہایت جامعیت سے وہابیت کی حقیقت پر روشنی ڈالی ہے' اور تاریخی دلائل و شواہد سے بتایا ہے کہ وہابیت کی حقیقت کیا ہے؟ اور حنفیت کو عوام نے کیا سمجھ رکھا ہے؟ اور حقیقت و اصلیت کیا ہے؟ اور اب وہ کیسے مشہور ہے (۲)

---

(۱) اگر دونوں فریق ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کریں اور باہم دگر قریب ہونے کی مخلصانہ سعی کریں تو جدل و جدال کا سلسلہ کافی حد تک کم ہو سکتا ہے۔ (فاروقی)

(۲) اس موضوع پر اور دلائل بھی ہیں مگر مبحث کو سمجھنے کے لیے ''حقیقت وہابیت'' از قلم حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی علیہ الرحمۃ بہت خوب ہے۔ (فاروقی)

مگر اس وقت ہمارا موضوع صرف یہ ہے کہ ایک عام مسلمان ''حنفی اور وہابی'' کو کس نقطہ نگاہ سے دیکھ رہا ہے اور اسی وہابی کو ایک انگریز کس نکتہ نگاہ سے دیکھتا ہے۔

وہابی کب پیدا ہوا؟ اور کہاں سے آیا؟ یہ تو پہلے رسالہ میں بتایا جا چکا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ وہابی جو بنا بنایا ہندوستان میں پایا جا رہا ہے اسے ایک عام مسلمان کیا سمجھتا ہے اور اس سے کیا توقعات رکھتا ہے؟ اور اس ہندوستانی وہابی کو انگریز کن نگاہوں سے دیکھ رہا ہے؟ اور وہ ان سے کس قسم کے خطرات محسوس کر رہا ہے؟ مردم شناسی ایک فن ہے اور ہر شخص اس فن کا ماہر نہیں ہو سکتا' خصوصاً مسلمان جیسا بھولا بھالا اور سیدھا سادھا انسان تو اس فن کی مبادیات سے بھی نا آشنا واقع ہوا ہے۔ ہندو اس فن کو کچھ جانتا ہے مگر انگریز تو اس فن میں ماہر واقع ہوا ہے جو شخص جتنا ہوشیار' سمجھدار اور جہاندیدہ ہوگا وہ اتنا ہی اس فن میں ماہر ہوگا۔ اور یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ انگریز اس قسم کی ہوشیاری اور سمجھداری میں امام زماں واقعہ ہوا ہے۔ اگر وہ اتنا ہوشیار نہ ہوتا اور ہندو' مسلمان اور سکھ کو صحیح طور پر نہ پہچان لیتا تو یقیناً وہ اتنا عرصہ ہندوستان پر حکومت قائم نہ رکھ سکتا۔ اور اب جبکہ دوسرے بھی اسے کچھ نہ کچھ پہچان گئے ہیں وہ انہیں سیاسی داؤ پیچ دے کر اور باہم الجھا کر بچ نہ نکلتا۔ (۱)

بہرحال ہماری یہ قطعی رائے ہے کہ انگریز اس سلسلہ میں بہت ہوشیار واقع ہوا ہے' وہ ہندو' مسلمان اور سکھ کی حقیقت کو سمجھتا ہے' پھر مسلمانوں کے ایک ایک فرقہ حنفی' وہابی' شیعہ کی قوت کو جانتا ہے۔ ہندوؤں میں آریہ اور سناتن

(۱) قائدین مسلم لیگ اور کانفرنس کی سابقہ پوزیشن دیکھ لیجئے۔ (خادم)

دھرمیوں کی قوت سے خوب آشنا ہے۔ سکھوں کے تمام گروہوں خصوصاً اکالیوں اور نام دھاریوں کی پاور سے پورا پورا واقف ہے اور وہ ہر ایک کا الگ الگ جائزہ لیتا رہا ہے اور لیتا رہے گا' کیونکہ اسی پر اس کی حکومت کا انحصار ہے۔

پس جب یہ حقیقت واضح ہو گئی تو اب اسی نقطہ نگاہ سے ہم آپ کو بتانا چاہتے ہیں کہ انگریز وہابی کو کیا سمجھتا ہے؟ اس کے متعلق اس کی تحقیق اور رائے کیا ہے؟ وہ اس کو کن نگاہوں سے دیکھتا ہے اور آپ اسے کیا سمجھے بیٹھے ہیں۔ اگر آپ نے اس توافق کو سمجھ لیا' اور اپنی عینک اتار کر انگریز کی عینک سے وہابی کو دیکھ لیا' تو یقیناً پھر آپ اس کی قدر کریں گے۔ اس کے پاؤں چومیں گے' بشرطیکہ کوئی ایسا وہابی رہ گیا ہو۔ اصل وہابی کو انگریز نے قریب قریب تباہ و برباد کر دیا' اس کا حلیہ بگاڑ دیا' اس کا نام مٹا دیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہابی کی موجودگی میں انگریز حکومت نہیں کر سکتے۔ اس لئے اس نے وہابی کو تباہ و برباد کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ [1] اور رہی سہی کسر آپ نے نکال دی۔ آپ نے بھی اسے خوب کوسا' خوب لتاڑا دیا۔ اور وہابی کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ مگر اللہ کے فضل و کرم سے نہ وہابی ختم ہوا' نہ اسے کوئی ختم کر سکتا ہے۔ اور ایک وقت آئے گا کہ جگہ جگہ وہابی نظر آئے گا۔ انشاء اللہ۔

عبدالمجید خادم
مسلمان کمپنی۔ سوہدرہ۔ ضلع گوجرانوالہ

---

(۱) آج بھی انگریزوں (عیسائیوں) کی نگاہ میں وہابی (کھرا مسلمان) سب سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ اتحادیوں کو جس قدر خطرہ "وہابیوں" یعنی علمبرداران توحید وسنت سے ہے اور کسی سے نہیں۔ (فاروقی)

تقریظ

۱۸۵۷ء کی تحریکِ آزادی کے بعد انگریزوں نے اُن علمائے کرام کے خلاف بغاوت کے مقدمات قائم کئے جنہوں نے تحریک آزادی میں حصہ لیا۔ برصغیر کی تاریخ میں یہ مقدمات ''وہابی مقدمات'' کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان میں پہلا مقدمہ مئی ۱۸۶۴ء/ ۱۲۸۰ھ انبالہ میں' دوسرا مقدمہ ۱۸۶۵ء/ ۱۲۸۱ھ پٹنہ میں تیسرا مقدمہ ۱۸۷۰ء/ ۱۲۸۶ھ مالدہ میں اور چوتھا مقدمہ مرشد آباد بنگال میں ۱۸۷۰ء/ ۱۲۸۶ھ اور پانچواں مقدمہ ۱۸۷۱ء/ ۱۲۸۷ھ پٹنہ میں قائم ہوا۔

ان مقدمات میں ماخوذ علمائے کرام کو ''کالا پانی'' کی سزا دی گئی' ان علمائے کرام کی جائدادیں ضبط کرلی گئیں۔ مکانات کو ملبے کا ڈھیر بنادیا گیا۔

مولانا عبدالمجید سوہدرویؒ ایک ممتاز عالم دین' واعظ' مبلغ' صحافی اور صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ زیرنظر رسالہ ''انگریز اور وہابی'' میں آپؒ نے انگریزوں کی اُس سرگزشت کو بیان کیا ہے۔ جو اُنہوں نے اُن علمائے حق جن کو انگریز نے ''وہابی'' کا نام دیا تھا۔ آپ نے اس سرگزشت کو بڑے عمدہ انداز میں مختصر ذکر کیا ہے۔

مصنف علیہ الرحمۃ نے حضرت سید احمد شہیدؒ کی تحریک جہاد پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ اور اس کے ساتھ اس تحریک کو ناکام بنانے میں جن حضرات نے اعلانیہ اور خفیہ سازشیں کیں ان کا بھی ذکر کیا ہے۔ مولانا مسعود عالم ندوی مرحوم لکھتے ہیں:

علمائے سوء کی تفریق انگیز حرکات اور سب پر مستزاد افغان سرداروں کی جاہلانہ عصبیت ان سب چیزوں نے مل ملا کر کایا پلٹ دی۔ حنفیت اور وہابیت کے جھگڑے الگ کھڑے ہو گئے۔ علمائے سوء اور قبر پرستوں نے مجاہدین امت پر کفر کے فتوے لگائے۔ سرحد کے خوانین (پٹھانوں) نے اپنے مرشد اور محسن سے غداری کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت سید احمد نے بالاکوٹ میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ مولانا شاہ اسماعیل دہلویؒ بھی دلی مراد پا گئے۔ آپ بھی وہیں شہید اور مدفون ہوئے۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

بہر حال زیر نظر رسالہ میں مصنف مرحوم نے بڑے عمدہ انداز میں موضوع کے اعتبار سے اپنے مضمون کو سمیٹا ہے اور معترضین کے اعتراضات کا جواب احسن طریق پر دیا ہے۔ زبان شستہ استعمال کی ہے اور اخلاقی قدروں کو ملحوظ رکھا ہے۔

فاضل مکرم حکیم محمد ادریس فاروقی نبیرہ مولانا عبدالمجید سوہدرویؒ نے اس رسالہ کو جو عرصہ سے ناپید تھا دوبارہ شائع کر کے ایک احسن اقدام کیا ہے۔ یہ مختصر تعارف میں نے حکیم صاحب موصوف کی خواہش پر صفحہ قرطاس پر منتقل کیا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے دادا مرحوم کی بقایا تصانیف شائع کرنے کی توفیق بخشے اور اپنے اسلاف کا صحیح جانشین بنائے۔[۱]

عبدالرشید عراقی۔ ۱۱ فروری ۲۰۰۳ء

ل الحمدللہ ثم الحمدللہ جد محترم حضرت العلام مولانا عبدالمجید سوہدروی کی زیادہ کتب شائع کر دی گئی ہیں۔ اور جو باقی ہیں انہیں بھی درجہ وار شائع کیا جا رہا ہے۔ (فاروقی)

عام مسلمان اور وہابی

ہندوستان کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں ہمیشہ مذہبیت غالب رہی ہے۔ اور وہ مذہب کی خاطر ہردم ایثار وقربانی سے کام لیتے رہے ہیں۔ مذہب کے نام پر ان سے جو چاہو کرالو اور جدھر چاہو ان کا رخ پھیر دو' تاریخ یہی پتہ دے رہی ہے۔

انگریز کی چال

انگریز ایسا سیاسی نباض اس حقیقت سے آگاہ ہوا تو اس نے ان سے خوب فائدہ اٹھایا۔ اور ہندو کو مسلمان کے خلاف اور مسلمان کو سکھ کے خلاف اکسایا۔ بڑے بڑے افسانے کھڑے گئے' تاریخیں مدون کیں' اورنگزیبؒ پر بہتان تراشے' سکھوں پر الزام لگائے اور مذہبی تفریق کی وہ آگ سلگائی کہ ایک ایک کو دوسرے کا دشمن بنا دیا اور بعد میں اپنی پالیسی کا اعلان بھی کر دیا۔ اور کہا ''پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو'' ہمارا نصب العین ہے' اسی نصب العین کے ماتحت مسلمان کو مسلمان کے خلاف اُبھارا' ان کی قوت کو کمزور کرنے کے لئے خود انہی میں مذہبی تفریق پیدا کر دی۔

وہابیت کا شاخسانہ

جب دیکھا کہ شیعہ سنی کا جھگڑا جو اصل جھگڑا ہے یہاں کام نہیں دیتا' تو وہابیت کا شاخسانہ کھڑا کر دیا' اور سیدھے سادھے مسلمانوں کو وہابیت کا ہوّا کچھ ایسا دکھایا کہ ڈیڑھ سو سال گزر جانے کے باوجود اب تک وہابی کا خوف سادہ لوح مسلمانوں کے دلوں سے نکلنے نہیں پایا.......... انگریز جانتا تھا کہ اگر کسی سنی کو وہابی کی اصلی تصویر دکھا دی گئی تو وہ اسے اتنا متنفر نہیں ہوگا جتنا مذہبی نقطہ نگاہ سے ہو سکتا ہے' اس لئے اس نے نادانوں کے سامنے وہابی کا وہ ڈھانچہ کھڑا کیا جس سے انہیں یقین ہو گیا کہ وہابی ان کے مذہب کو بدل رہا ہے۔ ان کے بزرگوں کی توہین میں مصروف عمل ہے' ان کی آبائی رسوم کی تردید کرتا ہے' ان کے عقائد میں ترمیم کرتا ہے' بس اس غلط فہمی سے سیدھا سادا مسلمان ان کا دشمن ہو گیا۔[1] انگریز نے پھر علماء کرام کو ابھارا' لالچ دیا' روپیہ خرچ کیا' روپے سے بڑے کام ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ تقریریں ہوئیں۔ کتابیں چھپیں۔ مباحثے شروع ہو گئے' جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں میں اختلاف بڑھتا گیا اور جس حد تک وہ اسے پہنچانا چاہتا تھا' پہنچ گیا۔ اور اس کا مقصد پورا ہو گیا۔

حقائق

یہ سب باتیں خیالی اور وہمی نہیں ہیں بلکہ یہ وہ حقائق ہیں جن سے اب

(۱) حقائق سے بے خبر اور فرقہ باز مولویوں (یعنی مذہب کے بیوپاریوں) نے انگریز کی ہمنوائی' بلکہ وکالت کرتے ہوئے عوام الناس کو "وہابیوں" یعنی کھرے اور بے لوث مسلمانوں سے بدظن کرنے کے لئے جو نارواپروپیگنڈا شروع کیا وہ اب کافی سرد ہو چکا ہے۔ کیونکہ الحمدللہ! قرآن و حدیث کی تعلیم جگہ جگہ پہنچ رہی ہے۔ جس کے نتیجے میں لوگ تیزی سے حامل توحید و سنت ہو رہے ہیں۔ (فاروقی)

کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ اے کاش ! مسلمان بھی کبھی اس پر غور کرتا' اور ٹھنڈے دل سے سوچتا' پھر اسے معلوم ہوتا کہ وہ کس قدر اندھیرے میں رکھا گیا ہے اور اجالا اس سے کتنا دور ہے (افسوس کہ ہماری قوم جاہل اور جذباتی ہے جو ادھر آتی ہی نہیں' الا ماشاء اللہ) یہی کیفیت ہندو اور مسلمان کے اختلاف کی ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے' اگر انگریز درمیان میں حائل نہ ہو تو ہندو مسلم اختلاف بھی اتنا وسیع نہ ہو۔ نہ گانے اور باجے کا جھگڑا ہو' نہ پیپل اور تعزیے کی نزاع ہو۔

غرض یہ محض انگریز کی ''برکت'' ہے کہ ہم مسلمان ایک دوسرے سے اتنے دور ہو چکے ہیں کہ اب بظاہر ملنے کی کوئی امید نہیں' اور باہم صلح کی کوئی توقع نہیں۔ [1] حالانکہ صلح اور ملاپ ضروری ہے۔ اس کے فوائد اور منافع واضح ہیں اور اس کی برکات سے سب آگاہ ہیں' مگر ''سفید جادوگر'' (یعنی انگریز) کا جادو ایسا چل گیا ہے کہ ہم سب کا خون سفید اور دل سیاہ ہو گئے اور دماغوں پر فقط مخالفت برائے مخالفت کا ایک دبیز پردہ تن گیا۔ بس اسی پردے کو ہم تار تار کرنا چاہتے ہیں' آپ کو دعوت عام ہے کہ آگے آئیں حقیقت کی روشنی میں فیصلہ کریں کیونکہ یقیناً ہم ایک روز اپنے خالق حقیقی کی عدالت میں حاضر ہو کر جواب دینے والے ہیں۔

---

(۱) اب حالات بہ نسبت پہلے کے سازگار ہیں۔ اکثر لوگ ماشاءاللہ وسیع الظرف ہیں۔ وہ وہابیوں (یعنی قرآن و حدیث کے حاملین) کو اچھی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور ان کے قریب آنے لگے ہیں۔ بس ضرورت اس بات کی ہے کہ دعوت و تبلیغ کے کام کو نبوی طریق اور منہج کے مطابق کیا جائے اور جہاں تک ہو سکے اپنے سیرت و کردار کو بہتر سے بہتر بنایا جائے۔ اور اپنی ذات کو خلق محمدیؐ سے آراستہ کیا جائے۔
(فاروقی)

حنفی کا' وہابی کے متعلق نظریہ

آج ایک حنفی کا وہابی کے متعلق جو نظریہ قائم ہو چکا ہے' اور جس بناء پر وہ وہابی کا دشمن بنا ہوا ہے' اس کا خلاصہ یہ ہے:

(۱) وہابی گستاخ ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب نہیں کرتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑے بھائی کے برابر سمجھتا ہے۔

(۲) وہابی درود شریف کا منکر ہے درود و سلام نہیں پڑھتا۔

(۳) وہابی اولیاء اللہ کا منکر ہے' ان کے مقابر کی تعظیم نہیں کرتا۔

(۴) وہابی امامانِ دین کو نہیں مانتا' ان کی تقلید نہیں کرتا۔

(۵) تیجے' ساتویں' چالیسویں کا منکر ہے' فاتحہ خوانی کا بھی قائل نہیں۔

(۶) وہابی میلاد اور گیارہویں کا بھی مخالف ہے۔

(۷) وہابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہتا ہے' آپ کو غیب دان جانتا ہے' نہ حاضر و ناظر اور آپؐ کے مختار کل ہونے کا بھی انکار کرتا ہے۔

(۸) وہابی انبیاؑء و اولیاء کو نہ فریاد رس مانتا ہے نہ حاجت رواء اور مشکل کشا جانتا ہے' اور نہ ان سے استغاثہ روا رکھتا ہے۔

(۹) وہابی قبروں پر قبے بنانے پھول اور غلاف چڑھانے' چراغ جلانے اور نذر نیاز دینے کا بھی مخالف ہے۔[1]

---

(۱) یہاں تک الزامات ارباب دیوبند پر بھی ہیں۔ خصوصاً مماتی دیوبندیوں پر۔ یہی وجہ ہے جو انہیں بھی ''وہابی'' کہا جاتا ہے۔ اگر مماتی دیوبندی تقلید و جمود کا جوا اپنی گردن سے اتار دیں تو یہ اہلحدیث بن جائیں۔ لیکن یہ توحید خالص اپنانے کے ساتھ ساتھ کٹر مقلد ہیں۔ جبکہ اہلحدیث کے نزدیک تقلید و جمود دین میں اضافہ ہے اور شریعت کے لیے نقصان دہ۔ اس سلسلے میں بندہ کی کتاب ''مسئلہ تقلید'' کا =

(۱۰) وہابی نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھتا ہے' آمین اونچی کہتا اور رفع یدین کرتا ہے۔ [۱] وغیرہ وغیرہ

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

یہ اور اس قسم کے چند اور فروعی مسائل ہیں جن کی بنا پر ایک حنفی وہابی کو برا بھلا کہتا ہے' اس سے نفرت کرتا ہے' اس کے خلاف ایجی ٹیشن کرتا ہے۔ کہیں جلسے ہو رہے ہیں تو کہیں مناظرے' کہیں کتابیں چھپتی ہیں' کہیں اخبار نکلتے ہیں' کہیں فتوے لگ رہے ہیں' کہیں دنگے فساد ہو رہے ہیں' کہیں مقدمے چل رہیں ہیں غرضیکہ ایک طوفان ہے جو کھڑا ہے۔ ایک آگ ہے جو لگی ہوئی ہے۔ [۲] (اللہ تعالیٰ اسے بجھائے' آمین ثم آمین فاروقی)

= مطالعہ فرمایئے۔ البتہ دیوبندیوں کا یہ گروہ عقیدۂ توحید میں اہلحدیث کا ہم خیال ہے۔ جبکہ حیاتی دیوبندیوں میں کافی لچک ہے۔ اور وہ کثیر مسائل میں غیر ارادی طور پر ارباب بریلی کے ہمنوا ہیں۔ اس سلسلے میں کتب مطبوع ہیں' کم از کم ''دیوبندیت'' اور ''زلزلہ'' پڑھیئے۔ آپ کو کافی معلومات ملیں گی۔ (فاروقی)

(۱) ہاں' یہ علامات اہلحدیث کی امتیازی علامات ہیں۔ ان کا صحیح اور صریح احادیث میں ذکر موجود ہے۔ کوئی ذی علم ان کا انکار نہیں کر سکتا۔ خود صحاح ستہ اور دیگر درجہ اول کی کتب حدیث اس پر شاہد ہیں...... لیکن اس کے باوجود یہ بات نہ بھولئے کہ مسلک اہلحدیث صرف ان چند باتوں میں ہی محصور و دائر نہیں یہ پورے دین پر محیط ہے۔ مسلک اہلحدیث دراصل ایک تحریک ہے جس کا مشن محض قرآن وسنت کی تبلیغ و دعوت ہے۔ یہ مسلک دین اسلام میں کسی آمیزش کو گوارا نہیں کرتا۔ اور یہ دین حق کو اسی شکل میں پیش کرتا ہے جس شکل میں دور نبوی و دور صحابہ رضی اللہ عنہم میں تھا۔ یہ مسلک شریعت میں کسی کانٹ چھانٹ اور کتر بیونت کا قائل نہیں اس کا منشور ہر جگہ قرآن وسنت کی بالادستی ہے۔ (فاروقی)

(۲) یہ سلسلہ کسی وقت کافی گرم تھا۔ لیکن اب اتنا گرم نہیں' اس میں کافی نرمی آ چکی ہے اور لوگ بڑی حد تک ایک دوسرے کو سمجھ چکے ہیں۔ خصوصاً عوام اہلحدیثوں کو کافی حد تک گوارا کر رہے ہیں۔ ان سے رشتے ناطے بھی ہو رہے ہیں ان کے مواعظ کو بھی سن رہے ہیں۔ اور انہیں پسند بھی کر رہے ہیں۔ (فاروقی)

وہابیوں کے خلاف زہرناک لٹریچر

ایک بار راقم الحروف کو یہ خیال پیدا ہوا کہ آج تک وہابیوں کے خلاف بریلوی احباب نے جو لٹریچر شائع کیا ہے وہ جمع کیا جائے' تو اس سلسلہ میں معلوم ہوا' کہ آج تک جو کتابیں چھپ چکی ہیں ان کی تعداد ساڑھے سات سو تک ہے' جن میں سے کوئی کتاب آٹھ سو صفحہ کی ہے کوئی پانچ سو صفحہ کی' کوئی تین سو صفحہ کی' اور اکثر سو سو اور پچاس پچاس صفحات کی ہیں' جن میں سے چند نام محض بطور نمونہ درج ذیل ہیں:[(۱)]

(۱) الکوکبة الشهابية فی کفریات الوهابیه(۲) الدررالسنية فی الرد علی الوهابیه (۳) اهلاك الوهابيين (۴) السم الشهابی علیٰ خداع الوهابی(۵) حسام الحرمين(۶)سل السیوف الهندیه علی کفریات با باالنجدیه (۷) الیاقوت الواسطه (۸) سجن السبوح (۹) البارقة اللمعاء (۱۰) انهارالانوار(۱۱) اکمال الظلمة (۱۲) حیات الاموات (۱۳) النهی الاکید (۱۴) تجلی الیقین (۱۵)اینا الحذاق(۱۶)نهج السلامه(۱۷)منیر العینین(۱۸)بریق المنار (۱۹) انوارساطعه (۲۰) برکات الانوار (۲۱) البارقة الشارقه (۲۲) الوفاق المتین (۲۳) وقعات السنان

---

(۱) ۷۵۰ کتب حضرت مؤلف کے مطابق ہیں۔ ہوسکتا ہے اور کتب بھی ہوں۔ اور پھر یہ اُس وقت کی تعداد ہے۔ اب یہ تعداد بہت زیادہ ہو چکی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ عوام کو کوئی کتاب خاص متاثر نہ کر سکی۔ کیونکہ منافرت کا انداز کشش و تاثیر سے محروم ہوتا ہے۔ اہلحدیثوں کے خلاف دیوبندیوں کا بھی کافی لٹریچر موجود ہے' لیکن یہ سلسلہ بھی اب دونوں اطراف سے کم ہو چکا ہے۔ فللّٰہ الحمد۔ (فاروقی)

(۲۴)اعجب العقاب (۲۵) فتاوٰی افریقه (۲۶) فتاوٰی رضویه(۲۷) الحجة الفاتحة (۲۸) انوار الانتباه(۲۹)ایذان الاجر(۳۰)ازاحة الریب(۳۱)برکات الاستمداد (۳۲) الدولة المکیة (۳۳)الفیوض المکیة (۳۴)حاجز البحرین(۳۵)صمصام سنیت بگلوئے نجدیت (۳۶) آفتاب صداقت وغیرہ وغیرہ۔

یہ چند نام محض مشتے نمونہ از خروارے لکھے گئے ہیں تا کہ آپ اندازہ لگا سکیں کہ ایک حنفی نے وہابی کے خلاف کتنا مواد اور میگزین جمع کیا' اور اس کام کے لئے کتنا روپیہ پانی کی طرح بہایا۔ مگر وہابی نہ مٹنا تھا نہ مٹا۔ اور بڑھتا ہی چلا گیا۔ انگریز نے جس وہابی کو دیکھا اور جس وہابیت کو اپنے لئے خطرناک سمجھا اور زہر ہلاہل تصور کیا اس کا بیان اب ملاحظہ فرمائیے' اور خدارا پانچ منٹ کیلئے سوچئے' کہ آپ کے مقرر کردہ وہابی اور انگریز کے تشخیص شدہ وہابی میں کتنا فرق ہے؟ آپ اس کے خلاف کیا کر رہے ہیں' اور انگریز کیا کرتا رہا ہے؟ یہ انگریز کی ہی زبانی سنئے۔ اور پھر آپ ہی عدل و انصاف سے کہیے کہ کیا وہ وہابی جسے انگریز وہابی کہتا ہے' آپ کے لئے مفید تھا یا خطرناک۔ (۱)

اہل قلم انگریز

آج تک جن انگریز مصنفوں نے وہابیت کے متعلق کچھ لکھا ہے۔ اور علمی

(۱) ہمارے ایک طبقہ نے ارباب توحید وسنت (مجاہدین) کے خلاف ناروا پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے۔ اور اپنے عوام میں ان کے خلاف جھوٹے الزامات عائد کرتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ وہابیوں پر اللہ کا خاص کرم ہے کہ وہ دن دگنی رات چوگنی ترقی کر رہے ہیں۔ جہاں ان کا کبھی نام ونشان تک نہ تھا اب یہ وہاں بھی بکثرت نظر آ رہے ہیں۔ اور یہ سلسلہ روز افزوں ہے۔ فالحمد للہ علٰی ذالک (فاروقی)

یا تاریخی مواد فراہم کیا ہے۔ یا خود سفر کر کے اور تحقیقات کر کے ان کے حالات و کوائف کو جمع کیا ہے ان کے نام یہ ہیں:

ا۔ مارگولیو	Margolioth
۲۔ ہوجس	Huges
۳۔ زویمر	Zuemer
۴۔ ہوگارتھ	Hogarth
۵۔ مازوتمان	Mardtman
۶۔ راونشا	Rawinshaw
۷۔ برانجس	Brydges
۸۔ فلبی	Philby
۹۔ رچرڈ کوک	Richard Coke
۱۰۔ بادیہ	Badia
۱۱۔ رچرڈ برٹن	Richard Burtan
۱۲۔ برک ہارڈ	Burk Hardt
۱۳۔ بلنٹ	Blunt
۱۴۔ سٹارڈ	Stard
۱۵۔ پالگریو	Palgraue
۱۶۔ لیوس پلی	Lewis pally
۱۷۔ بیجر	Bedgir
۱۸۔ ڈاوٹی	Dawnghty

۱۹۔لیڈی ایمی بلنٹ	Lady Ame Blunt
۲۰۔ولفرڈ بلنٹ	Willfrid Blunt
۲۱۔روسین	Roussean
۲۲۔تھامس ریٹرک ھاگس	Tham Thomasret rich hughes
۲۳۔ولسن کیش	Wilson Cash
۲۴۔انڈر یز رویز	Undre Sewier
۲۵سر ولیم ولسن ہنٹر	W.W Hunter

ان پچیس مؤرخین نے نہ معلوم کتنے ہزار صفحات وہابی تحریک کے متعلق سیاہ کر ڈالے ہیں' بعض نے بالکل معاندانہ روش اختیار کی ہے' بعض کا رویہ محققانہ ہے اور بعض بین بین چلے ہیں۔یعنی کہیں حق میں اور کہیں حق کے خلاف۔

ہنٹر اور اس کی کتاب کا تعارف

مگر اس وقت اس سے بحث نہیں' نہ اس پر ہم کچھ تفصیلاً کہنا چاہتے ہیں۔ ہندوستانی تحریک اور انڈین وہابیوں کے متعلق سر ولیم ولسن ہنٹر نے زیادہ بحث کی ہے۔ اور اس پر ایک نہایت مبسوط اور جامع کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے ''انڈین مسلمانز''۔اس کا اردو ترجمہ بھی ''ہمارے ہندوستانی مسلمان'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔اور اسی کے اقتباسات ہم آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ (۱)

---

(۱) یہ کتاب اور اس کا ترجمہ اس وقت بازار سے مل سکتا ہے۔اگر کسی کو کتاب کے مندرجات پر شبہ ہو وہ اصل کتاب سے تیلی کر سکتا ہے۔(فاروقی)

مسٹر ہنٹر کوئی معمولی شخصیت نہیں ہیں۔ ایل ایل ڈی ہیں' اور بنگال میں آئی سی ایس کے عہدہ پر فائز رہ چکے ہیں۔ انگریزی حکومت کے ایک بہت بڑے ذمہ دار فرد ہیں' وہ جو کچھ کہیں گے' یقیناً صحیح ہوگا' اور اس کی صحت کا بہت بڑا ثبوت یہ ہے کہ ۲۳ رجون ۱۸۷۱ء کو انہوں نے یہ کتاب لکھی تھی' جواب تک برابر شائع ہو رہی ہے' مگر کسی طرح سے حتیٰ کہ حکومت کی طرف سے بھی اب تک اس کی تردید نہیں کی گئی' حالانکہ اس کتاب میں انہوں نے حکومت پر بھی تنقید کی ہے اور اس کی بعض فروگذاشتوں کی بھی الم نشرح کیا ہے۔

جنگجو جماعت

سر ولیم ہنٹر اس کتاب کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:

''سب سے بڑی بے انصافی جو انگریز اپنی ایشیائی رعایا سے کر سکتے ہیں' یہ ہے کہ ان کو سمجھنے کی کوشش نہ کریں۔ برطانوی حکومت کو ہندوستان میں جو مستقل خطرہ درپیش ہے' وہ فاتح ومفتوح کا تعاون ہے۔ میں نے اس کتاب میں اس ''جنگجو جماعت'' کی گزشتہ تاریخ اور موجودہ ضروریات کو بالوضاحت بیان کر دیا ہے' جس کے متعلق ہندوستان کے انگریزی حکام نے بار بار اعلان کیا تھا کہ وہ ہماری سلطنت کے لئے ایک ''مستقل خطرہ ہیں۔''

اس عبارت سے واضح ہو رہا ہے کہ سر لیم ہنٹر' وہابیوں کو ایک ''جنگجو جماعت'' قرار دے رہا ہے اور اسے نہ صرف اپنے نقطہ نگاہ سے بلکہ جملہ انگریزی حکام کے متواتر اعلانات کی بناء پر اپنی حکومت کیلئے ایک ''مستقل خطرہ'' سمجھتا ہے۔ (۱)

(۱) انگریز جس قدر مجاہدین واصحاب قرآن وسنت سے خائف ہے اتنا کسی اور سے خائف نہیں۔ انگریز کے سب سے بڑے دشمن یہی وہابی تھے۔ بلکہ اب بھی یہی وہابی سب سے بڑے دشمن ہیں۔ (فاروقی)

اب اسی عنوان کے پیش نظر اس محقق کی مزید تحقیقات کا مطالعہ کیجئے۔

امام جماعت اور ان کا نظم

سر ولیم ہنٹر' سید احمد بریلویؒ کو اس جماعت کا امام قرار دیتا ہے۔ اور ان کے ابتدائی حالات قلم بند کرتا ہوا لکھتا ہے:

''ہمارے باغی کیمپ کے بانی مبانی سید احمد تھے' وہ ان بے باک اور باہمت نوجوانوں میں سے تھے' جو نصف صدی قبل پنڈاری (امیر خان پنڈاری نواب آف ٹونک) کی قوت کا استیصال کرنے کے بعد تمام ہندوستان میں بکھر گئے تھے' سید احمد نے نہایت دانشمندی سے اپنے آپ کو زمانہ کے ساتھ بدل دیا۔ ۱۸۱۶ء میں اس نے احکام شرعیہ پڑھنے کے لئے دہلی جا کر ایک جید عالم (شاہ عبدالعزیز) کی شاگردی اختیار کی' اور پھر اس تین سال کی طالب علمانہ حیثیت کے بعد ایک مبلغ کی زندگی اختیار کی' انہوں نے پُر زور طریقہ پر ان بدعات کے خلاف جہاد شروع کیا' جو مسلمانانِ ہند کے اسلامی عقائد میں داخل ہو چکی تھیں' اور اس طرح پر جوش اور حوصلہ مند لوگوں کو اپنا مرید بنا لیا' ان کی تبلیغ کا پہلا مرکز روہیلوں کی قوم تھی۔ ۱۸۲۰ء میں اس مجاہد نے آہستہ آہستہ اپنا سفر جنوب کی طرف شروع کیا' اِن کے مریدان کی روحانی فضیلت کو تسلیم کرتے ہوئے ان کے ادنیٰ سے ادنیٰ کام کو بخوبی سرانجام دیتے تھے' اور صاحب جاہ اور علماء عام خدمت گاروں کی طرح ان کی پالکی کے ساتھ ننگے پاؤں دوڑنا اپنے لئے فخر سمجھتے تھے۔ پٹنہ میں طویل قیام کے بعد ان کے مریدوں کی تعداد اس قدر بڑھ گئی تھی کہ ایک باقاعدہ نظام حکومت کی ضرورت پیش آ گئی۔ چنانچہ آپ نے چار خلفاء بنائے'

ایک قاضی القضاۃ مقرر کیا۔ اور اس کے لئے ایک باقاعدہ فرمان جاری کیا۔ جیسا کہ مسلمان بادشاہ صوبہ جات میں اپنے گورنر مقرر کرتے وقت جاری کیا کرتے تھے۔ پٹنہ میں ایک مستقل مرکز قائم کرنے کے بعد انہوں نے دریائے گنگا کے کنارے کے ساتھ ساتھ کلکتہ کی طرف رخ کیا۔ راستہ میں بھی آپ لوگوں کو مرید کرتے اور بڑے بڑے شہروں میں اپنے نائب مقرر کرتے جاتے تھے۔ کلکتہ پہنچنے پر ان کے گرد اس قدر ہجوم جمع ہو گیا' کہ لوگوں کو مرید کرتے ہوئے اپنے ہاتھ پر بیعت کرانا ان کے لئے مشکل ہو گیا۔ بالآخر ان کو اپنی پگڑی کھول کر یہ اعلان کرنا پڑا کہ ہر وہ شخص جو اس کے کسی حصے کو چھوئے گا ان کا مرید ہو جائے گا۔ (۱)

چار باتوں کا ثبوت

اس اقتباس سے چار باتیں واضح ہو رہی ہیں:

اول: یہ کہ حضرت سید احمد نہایت دانش مند رہنما تھے آپ حالات سے پوری طرح باخبر رہتے تھے۔

دوم: یہ کہ آپ نے سب سے پہلے بدعات کے خلاف جہاد شروع کیا۔ جس کی وجہ سے دشمن کو موقعہ ملا' کہ آپ کو وھابی کہہ کر بدنام کرے مگر آپ نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی' اور توحید و سنت کی تبلیغ برابر جاری رکھی۔

---

(۱) عیسائیوں کی شدید مخالفت کے باوجود آج بھی جہاد کا سب سے زیادہ درس دینے والے یہی ''وہابی'' لوگ ہیں۔ یہ اپنے قائدین کے بہت باوفا ہوتے ہیں۔ یہ اطاعت امیر تنظیم اور جذبہ ایمانی کی بنا پر ترقی کرتے جاتے ہیں۔ جہاں تک شاہ صاحب کی بیعت کا تعلق ہے تو وہ کوئی اور بیعت نہ تھی جہاد کی بیعت تھی یہ بیعت ممنوع نہیں۔ (فاروقی)

سوم: یہ کہ آپ نے بیعت کے ذریعہ مسلمانوں کے لئے ایک نظام سے وابستہ کر دیا۔ آپ کی بیعت عام پیری مریدی کی بیعت نہیں تھی۔ بلکہ جہاد کی بیعت تھی۔ جس کا ذکر آگے آئے گا۔ اور موجودہ پیری مریدی کرنے والوں کے لئے باعث سبق ہوگا۔

سید احمد شہیدؒ کی مقبولیت

سید احمد شہیدؒ کی مقبولیت کا اندازہ اور مسلمانوں میں ان کی ہر دلعزیزی کا تصور ان عقیدت مندوں اور ارادت کیشوں کی تعداد ہی سے لگ سکتا ہے، جس کے متعلق بنگال کے کمشنر پولیس کی رپورٹ یہ ہے:

"اس جماعت کے ایک ایک مبلغ کے پیروکار اسی اسی (۸۰۔۸۰) ہزار ہیں۔ جن میں آپس میں مکمل مساوات ہے اور ہر ایک دوسرے کے کام کو اپنا ذاتی کام سمجھتا ہے اور مصیبت کے وقت کسی بھائی کی مدد میں اس کو کسی بات میں عذر نہیں ہوتا۔"

(خط نمبر ۱۰۰ مورخہ ۱۳ر مئی ۱۸۴۳ء مطبوعہ کلکتہ گزٹ)

آپ کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ مسلمان تو مسلمان ہندو بھی آپ کی طرف کھنچے چلے آتے تھے۔

عبدالاحد صاحب کا بیان ہے:

"حضرت سید احمدؒ صاحب قدس سرہٗ کے ہاتھ پر چالیس ہزار سے زیادہ ہندو وغیرہ کفار مسلمان ہوئے۔ اور تیس لاکھ مسلمانوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی، اور جو سلسلہ بیعت آپ کے خلفاء اور خلفاء کے خلفاء کے ذریعے پھیلا

ہوا ہے اس میں تو کروڑوں آدمی آپ کی بیعت میں داخل ہیں۔"

(سوانح احمدی)

یہ نقشہ تو آپ کی قبولیت عامہ کا ہے' اب ذرا آپ کے فوجی نظم ونسق اور نظام حکومت کا خاکہ بھی مسٹر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر کی زبان سے سنئے:

"جون ۱۸۳۰ء میں شکست کھانے کے باوجود امام صاحب کی فوج نے بہت بڑی قوت کے ساتھ میدانی علاقہ پر قبضہ کرلیا اور اسی سال کے اختتام سے پہلے خود پشاور کو بھی جو پنجاب کا مغربی دارالسلطنت تھا فتح کرلیا تھا۔ یہ امام صاحب کی زندگی کے انتہائی عروج کا زمانہ تھا' انہوں نے اپنے خلیفہ اسلام ہونے کا اعلان کر دیا تھا۔ اور اپنے نام کے سکے جاری کر دیئے' جن پر عبادت کندہ تھی"

"اَحْمَدُ الْعَادِلُ مُحَافِظِ الْاِسْلَامَ" جس کی شمشیر کافروں کے لئے پیغام اجل ہے۔ (ص ۲۸)

اس سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ وہابی کا نصب العین کیا رہا ہے۔ ہنٹر جس چیز کو بیان کر رہا ہے کیا آج کا کوئی حنفی اس کو ماننے کے لئے تیار ہے؟

شمالی ہند میں ایک وہابی جانباز سید احمدؒ نے مسلمانوں کو ابھار کر حقیقتاً ایک مذہبی سلطنت قائم کر لی تھی' مگر ان کی ناگہانی موت (شہادت) سے وہابی فتوحات کا امکان جاتا رہا۔ لیکن جب انگریزوں نے اس ملک کو فتح کیا تب بھی وہابی عقائد کی ان سلگتی ہوئی چنگاریوں نے بہت عرصہ کچھ پریشان کیے رکھا۔ یہ خیالات کافی عرصہ تک باقی رہے' اور اسباب غدر میں مد ہوئے۔"

(بحوالہ جدید دنیائے اسلام مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ)

گویا اسٹارڈ بھی وہابیوں کے نظم ونسق اور قیام حکومت کا اعتراف کرتا ہے' اور اسی چنگاری کو ۵۷ء کے غدر کا سبب قرار دیتا ہے جسے آج ہم جذبہ حریت و آزادی کے نام سے تعبیر کرتے ہیں' اور اسی جذبہ' وہابیہ سے آج ہندوستان کا بچہ بچہ متاثر نظر آتا ہے۔

مولانا یحییٰ علی رحمۃ اللہ علیہ

سر ولیم ہنٹر اس جماعت کے خلفاء کا اور ان کی قابلیت کا تذکرہ بھی کرتا ہے' اور اسی سلسلہ میں مولانا یحییٰ علیؒ کے متعلق یوں لکھتا ہے:

''وہ ہندوستان میں اس فرقہ کے روحانی رہنما کی حیثیت سے تمام جماعتی مبلغین سے خط وکتابت رکھتے تھے اور انہوں نے ایک اصطلاحی زبان میں چند مبہم عبارتیں ترتیب دی تھیں' جن کو وہ استعمال کرتے تھے اور دوسرے نہ سمجھ سکتے تھے۔ اور وہ نہایت اطمینان سے بڑی بڑی رقمیں سلطنت کے مرکز سے سرحد پار باغیوں کے کیمپ (پٹنہ) بھیجتے تھے' اور مذہبی دیوانوں کو بندوقیں بہم پہنچاتے تھے۔ ان کا کام سرحد بار باغیوں کو رنگروٹ بھیجنا تھا۔ جذبہ' اسلام سے سرشار بھرتی ہونے والے نئے بنگالی مجاہدین کو راستہ میں جگہ جگہ روکاوٹیں عبور کرنا اور تفتیشی افسروں کے بے تکے اور پریشان کن سوالات کا جواب دینا پڑتا تھا۔ ان کو پنجاب اور شمال مغربی ہندوستان کے وسیع صوبوں میں سے ہو کر تقریباً دو ہزار میل لمبا سفر طے کرنا ہوتا تھا جہاں ہر گاؤں میں ان کی جسمانی شکل اور زبان ان کو اجنبی ثابت کرتی تھی۔

اس خطرناک کام میں یحییٰ علی ہی کی ذہانت اور قابلیت کام کر رہی تھی'

انہوں نے تمام راستہ میں اپنے وہابی پیروکار متعین کر رکھے تھے‘ جو جماعت کے معتبر اشخاص کے ماتحت تھے‘ یحیٰی علی کی مردم شناسی اور حسن انتخاب قابلِ داد ہے کہ ان کے انتخاب کئے ہوئے آدمیوں میں سے ایک شخص کو بھی پکڑ لے جانے کا خوف و خطرہ شناخت ہو جاتا‘ انعام کا لالچ اپنے رہنماؤں اور پیشواؤں کے خلاف آمادہ نہ کر سکا۔“

وہابیوں کا شاندار نظم و نسق

اس کے علاوہ جماعتی نظام کا مزید حال معلوم کرنے کیلئے یہ اقتباس بھی دیکھ لیجئے۔ ڈاکٹر ہنٹر جماعت کے صرف ایک خلیفہ کا تذکرہ کر رہا ہے:

”اس تحصیل عشر و زکوٰۃ کا طریقہ بہت سادہ اور مکمل تھا اس نے مال گزاری کی حیثیت سے تمام گاؤں کئی مجموعوں میں تقسیم کر دیئے تھے‘ ہر مجموعہ پر ایک خاص محصل مقرر تھا۔ یہ افسر اپنی جگہ پر ہر دیہات کے لئے ایک تحصیل دار مقرر کرتا تھا آئی ہوئی رقموں کو وہ جانچتا اور ضلع کے مرکز کو بھیج دیتا‘ قانوناً ہر دیہات میں ایک محصل مقرر تھا۔ لیکن جن دیہاتوں میں آبادی زیادہ ہوتی تھی‘ وہاں اس کام کے لیے ایک عملہ رکھنا پڑتا تھا۔ جن میں کچھ دین کے سردار ہوتے تھے جو جماعت کے دنیاوی امور کا انتظام کرتے تھے‘ اور ایک افسر ہوتا جو خطرے اور بغاوت کے پیغامات پہنچاتا تھا۔“

ان اقتباسات سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہابیوں کا نظم و نسق کتنا اعلیٰ اور مضبوط تھا۔ وہ زکوٰۃ‘ عشر کی فراہمی اور مجاہدین کی تیاری میں کس اہتمام سے کام لیتے تھے‘ آپ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ چند فروعی مسائل میں ہماری طرح لڑتے اور

جھگڑتے ہوں گے' اور سارا وقت انہی کاموں میں صرف کر دیتے ہوں گے' مگر انگریز مؤرخ بتا رہا ہے کہ کہیں بھولے سے بھی ان کا خیال ان باتوں کی طرف نہیں گیا' جن پر آپ لڑ رہے ہیں۔ بلکہ وہ اپنی کتاب میں ان کے عقائد اور اعمال پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔ اور نادان مسلمانوں کو بتاتا ہے کہ وہابیت کیا ہے۔[1]

عقائد واعمالِ وہابیہ

حنفی بھائیوں کو وہابیوں کے جو عقائد واعمال نظر آتے ہیں' ان کا ذکر تو پیچھے گزر چکا ہے' اب ذرا یہ دیکھئے کہ ڈاکٹر ہنٹر ان کے عقائد واعمال کی کیا تشریح کرتا ہے' اور کس چیز کو ان کی قوت کا راز قرار دیتا ہے۔ موصوف اپنی کتاب کے صفحہ ۸۸ پر لکھتا ہے:

''بہر حال ان کی قوت کا راز ان کے اخلاص اور ان کی عملی تعلیم میں مضمر ہے' وہ علانیہ اس بات پر مُصر تھے کہ ہمیں آغاز اسلام کے مسلمانوں کے عقائد اور ان کے سیدھے سادے اطوار' ان کے اخلاق کی پاکیزگی کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ اور تبلیغ اسلام میں ان کے عزم کا پیرو کار رہنا چاہیے' خواہ اس میں کتنے ہی کفار کا خون کیوں نہ بہے یا خود ان کو کتنی ہی جانوں کی قربانی کیوں نہ دینی پڑے۔''

(۱) مگر افسوس' ہمارے بریلوی دوست وہابیت کا کیا خاکہ پیش کر رہے ہیں؟ اگر ضد اور تعصب سے الگ ہو کر دیکھیں تو انہیں اندازہ ہو کہ وہابیت کیا ہے' انہوں نے وہابیوں کو صحیح نظر سے دیکھا ہی نہیں۔ (فاروقی)

وہابیوں کے سات بڑے اصول

یہی ڈاکٹر ہنٹر وہابیوں کے عقائد پر تفصیلی بحث کرتا ہوا لکھتا ہے کہ وہابیوں کے سات بڑے اصول ہیں:

اول: خدائے واحد پر کلی اعتمار رکھنا۔

دوم: خدا اور اس کے بندے کے درمیان کسی واسطے کا قطعی انکار۔

سوم: ہر شخص کو یہ حق ہے کہ وہ قرآن کریم کو خود سمجھنے کی کوشش کرے اور علمائے سوء کی تاویلات کا رد کرے۔

چہارم: ان تمام طریقوں، رسموں اور ریا کاریوں سے قطعی پرہیز کرنا جن کو گزشتہ اور موجودہ مسلمانوں نے اپنے دین میں ایزاد کر (یعنی بڑھا) لیا ہے۔

پنجم: ہمیشہ اس امام کی تلاش میں رہنا جو مسلمانوں کی تمام کفار کے خلاف فاتحانہ رہنمائی کرے۔

ششم: ہر وقت علمی اور عملی طور پر جہاد کی ضرورت کو مدنظر رکھنا۔

ہفتم: روحانی رہنماؤں کی مکمل اطاعت کرنا۔ (۱)

سنّیوں کی ترقی یافتہ جماعت

یہی ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر اپنے مطالعہ ومشاہدہ کا نچوڑ پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے اور آزادانہ لکھتا ہے۔ ''کہ وہابی اصل میں سنّیوں کی ایک ترقی یافتہ جماعت کا نام ہے۔'' (ص۔۸۵)

---

(۱) وہابیوں کے آج بھی یہی اصول ہیں کہ جن کی بنا پر وہ دوسروں سے ممیّز وممتاز ہیں۔ اور یہ اصول کوئی برے نہیں بلکہ اچھے ہیں۔ (فاروقی)

اب خدارا انصاف فرمائیے کہ کیا ان باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی ایسی ہے، جو بری ہے؟ یا کوئی ایک بات بھی ایسی ہے، جو آپ کو ان دس باتوں سے ملتی ہے، جو آپ نے وہابیوں کے بنیادی مسائل اور خصوصی عقائد میں گنوا رکھی ہیں؟

ہنٹر خود لکھتا ہے کہ:

میں نے بڑی تحقیقات کے بعد وہابیوں کے یہ اصل الاصول ان کی کتابوں سے اخذ کیے ہیں اور انہی پاکیزہ اصولوں کو بناء پر اس کو یہ خود فیصلہ دینا پڑا کہ:

''وہابی عقیدہ کا اختیار کرنا کوئی آسان بات نہیں، اول جو شخص اس مذہب کا پیروکار ہوگا اس کو سالانہ بہت سا مال اس کی امداد کے لئے علیحدہ کرنا پڑے گا، پھر اگر کوئی اس میں زیادہ سرگرمی سے حصہ لے اور سرحدی کیمپ میں داخل ہو جائے تو اس کو اس سے بھی دشوار تر حالات پیش آئیں گے۔'' (ص۔۱۵۹)

یہ ہے اصل وہابیوں کا مختصر خاکہ، خود بتائیے کیا اب کوئی ایسا وہابی ہے؟ وہابی کہلانے والے اور اسمٰعیل شہید اور سید احمد رحمۃ اللہ کی محض نسبت رکھنے والے احباب بھی غور فرمائیں کہ وہ اب کہاں سے کہاں تک پہنچ گئے ہیں؟ (۱)

ہندوستانی وہابی اور ہیں...... نجدی وہابی اور

ہاں اور سنئے۔ ڈاکٹر ہنٹر ایک مقام پر وہابیت کی حقیقت یوں منکشف کرتا ہے:

---

(۱) اللہ کا شکر ہے کہ اب پھر ان کے منہج پر چلنے والے ہزاروں اور لاکھوں آدمی ملتے ہیں۔ اللھم زد فزد. (فاروقی)

''۲۴-۱۸۲۲ء میں امام صاحب کے مکہ تشریف لے جانے پر اس عام فہم اصلاحی عقیدہ کو وسعت دی گئی اور باقاعدہ طور پر ترتیب دے دیا گیا۔ انہوں نے اس مقدس شہر میں ایک اصلاحی تحریک کا آغاز دیکھا' جس کا بانی صحرا کا ایک بدو تھا' اس کے بانی نے مغربی ایشیا میں ایک دینی سلطنت قائم کر لی تھی' بعینہٖ جیسی کہ سید احمد صاحب ہندوستان میں قائم کرنے کی امید رکھتے تھے''

(ص۔۸۱)

اس اقتباس سے تین باتیں واضح ہو گئیں:

اول یہ کہ سید احمد شہیدؒ کی یہ تحریک بجائے خود مستقل ایک تحریک تھی جو ۱۸۲۲ء سے پہلے ہندوستان میں جاری ہو چکی تھی۔

دوم: یہ کہ سید احمد نے سلطنتِ عرب میں پہنچ کر محمد بن عبدالوہابؒ کی ''اصلاحی تحریک'' کو دیکھا اور اس سے پہلے وہ اسے نہیں جانتے تھے۔

سوم: یہ کہ اس تحریک کا مقصد وحید دینی سلطنت کا قیام تھا اس کے سوا اور کوئی مقصد نہ تھا۔

اب وہ لوگ خود ہی غور کریں اور انصاف سے فرمائیں کہ وہ کہاں تک حق بجانب ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہندوستانی وہابی محمد بن عبدالوہاب ہی کے مقلد ہیں۔ اور یہ وہابیت کا سرچشمہ وہیں سے پھوٹا ہے۔

جس انگریز نے ہندوستان میں وہابیت کو بدنام کیا ہے' وہ خود اس کا اعتراف کرتا ہے کہ اس کا سرچشمہ نجد نہیں ہے ہندوستان ہے۔ چنانچہ ہندوستانی وہابیوں کو برا بھلا کہنے کے بعد ہنٹر پھر ایک مقام پر لکھتا ہے:

''وہ عقائد جن کو انہوں نے اس طرح خون کے ساتھ لکھا بذات خود

نہایت شریفانہ تھے۔ سب سے پہلے جس چیز کو انہوں نے اہمیت دی' وہ اخلاق کی عملی اصلاح تھی۔'' (ص۸۴)

کہیے! کیا اخلاق کی عملی اصلاح بری چیز ہے؟ یہ ہے وہ پہلا کام جسے وہابیوں نے شروع کیا تھا' اور جس کی بناء پر وہ حکومت قائم کرنا چاہتے تھے۔ کیا آج کوئی ایسی جماعت ہے' جو ایسا قابل قدر کام سرانجام دے؟(۱)

وہابی اور جہاد

سر ولیم ہنٹر اس پہلے کام کے بعد وہابیوں کے آخری کام کا ذکر یوں کرتا ہے:

''ہندوستانی وہابیوں نے اپنے امام کی تبلیغ دین کو منجانب اللہ ثابت کرنے کے بعد تمام معمولی مسائل کو چھوڑ کر اپنی توجہ جہاد کے اہم اصول کی طرف مبذول کر دی۔''

موصوف پھر آگے لکھتا ہے:

انگریزوں کے خلاف ضرورت جہاد پر اگر وہابیوں کی نظم و نثر کی مختصر سے مختصر کیفیت بھی لکھنے کی کوشش کی جائے تو اس کے لئے بھی ایک دفتر چاہیے۔ اس جماعت نے بہت سا ادب (لٹریچر' مواد) پیدا کر دیا ہے' جو انگریزی حکومت کے زوال کی پیشگوئیوں سے پر اور ضرورت جہاد کے لئے وقف ہے۔'' (ص۹۹)

پھر ایک اور مقام پر لکھتا ہے:

(۱) الحمدللہ! آج پھر ارباب توحید و سنت میں وہی جذبہ بیدار ہو چکا ہے۔ اور وہ غلبۂ اسلام کی خاطر کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرتے۔ ان کی دن رات کی تگ و تاز سب کے سامنے ہے۔ ان کا عقیدہ اور مشن وہی ہے جو قرون اولیٰ کا تھا۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ (فاروقی)

''ان کی مشہور نظموں میں بھی یہ روح (جہاد) کام کر رہی ہے' ہماری سرحد پر باغی کیمپ اور رنگروٹوں کی وہ کمپنیاں جو ہمارے علاقہ سے بھرتی کی جاتی ہیں' شمال کی طرف جاتے ہوئے برطانوی شاہراہوں پر بھی یہی نظمیں گاتی جاتی ہیں۔''

خدارا انصاف سے کہیے کہ کیا آپ کو اب کوئی ایسا وہابی دکھائی دیتا ہے جو ترانے گائے' اور جہاد پر وعظ کہے؟[1]

ہنٹر کی تحریر تو یہی پتہ دیتی ہے کہ وہابی وہ ہے جو مجاہد ہے' اور **کلمة الله هی العلیا** کا علمبردار ہے' اب تو ہیجڑے' ہیجڑوں کو طعنہ دے رہے ہیں' اور وہابی کہہ رہے ہیں۔[2]

ع ......تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو!

وہابی آتش بیان مبلغ

ہاں سنئے! جب وہابی زندہ تھے' تو ان کے وعظ آمین' رفع یدین' علم غیب اور حاضر ناظر جیسے مسائل پر نہ ہوتے تھے۔ وہابی کا یہ رخ تو آپ کی وساطت سے انگریز نے بدلا ہے' اور اسی میں اس کی حیات ہے۔ کیونکہ وہ مسلمانوں کو ان مسائل میں الجھا کر ان کی توجہ عظیم مقاصد سے ہٹانا چاہتا ہے۔ اور مسلمانوں کے

(۱) الحمدللہ! اب ایسے مجاہدین پیدا ہو چکے ہیں۔ جو جہادی ترانے گاتے اور جہاد پر وعظ کہتے ہیں۔ (فاروقی)

(۲) ثم الحمدللہ! اب ''وہابیوں'' نے عملاً کلمۃ اللہ ھی العلیا کا نعرہ بلند کر دیا ہے اَللّٰھُمَّ انصُرھم۔ اگر حضرت مؤلف اس وقت زندہ ہوتے تو وہابیوں کے ٹھاٹھیں مارتے سمندر کو دیکھ کر خوش ہو جاتے۔ (فاروقی)

اندرونی جذبے کو سرد کر کے اپنا الو سیدھا کرنا چاہتا ہے۔ ورنہ اصل وہابیوں نے جہاد کی تبلیغ کے لئے جو جال پھیلایا تھا' اور مبلغ تیار کئے تھے' ذرا ان کا تذکرہ خود ہنٹر ہی کی زبان سے سنئے:

''وہابیوں کا دیہاتی علاقوں میں اپنا مذہب پھیلانے کے لئے ایک باقاعدہ اور مستقل نظام تھا' گو یہ مبلغین بعض دفعہ خطرناک آتش بیاں ثابت ہوئے۔ لیکن میرے لئے ناممکن ہے کہ میں ان کا نام ادب سے لوں' ان میں سے بیشتر خدا ترس نوجوان کی حیثیت سے زندگی شروع کرتے اور اپنے مذہبی جوش کو آخر تک برقرار رکھتے تھے۔''[1] (ص ۱۰۵)

ہنٹر ان مبلغین کے حکیمانہ وعظ و تدبر کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''یہ مبلغ ہر وقت بغاوت (یعنی جہاد) کی تعلیم نہیں دیتے تھے بلکہ ایسے اصولوں کی اشاعت کرتے' جو لامحالہ ان کے قبول کرنے والوں کو بغاوت کی طرف لے جائیں۔''

سب سے زیادہ روحانیت رکھنے والا مبلغ

پھر آگے لکھتا ہے:

''جہاں تک میرا تجربہ ہے کہ بات یقین کے ساتھ کہیں جاسکتی ہے کہ ایک وہابی سب سے زیادہ روحانیت رکھنے والا اور سب سے کم خود غرض اور بے لوث ہوتا تھا۔''

کیا اب کوئی ایسا مبلغ ہے جو آپ کو ایک دشمن کے اعتراف کردہ اوصاف

(۱) یہ کوئی معمولی بات نہیں بہت بڑا کارنامہ ہے۔ اور جو مبلغ یہ جذبہ صادقہ رکھتے ہیں وہ ادب و احترام کے لائق کیوں نہ ہوں؟ (فاروقی)

کے مطابق نظر آئے؟ جب کوئی ایسا نہیں ہے' تو پھر آپ ان کو کیوں وہابی کہتے ہیں؟ وہابی مبلغ تو اپنا اصل الاصول جہاد ہی کو قرار دیتا ہے' اور بقول ہنٹر جہاد ہی کی تبلیغ کرتا ہے۔[1]

چنانچہ ہنٹر لکھتا ہے:

''ان کی تبلیغ تھی' کہ غیر اسلامی اقتدار کے ماتحت مسلمانوں کو زندگی گزارنے کی شرعاً اجازت نہیں' جہاں غیر مسلم کی حکومت ہو' وہاں صرف دو صورتیں ہیں:

(۱) اگر قدرت ہو تو جہاد کیا جائے۔

(۲) ورنہ ہجرت کے سوا کوئی صورت نہیں۔''

وہابی مبلغین کی تبلیغ کا اثر

ان کی تبلیغ کا عوام پر کیا اثر ہوتا تھا' اس کا ذکر بھی ہنٹر کی زبان سے سنئے:

''صوبہ متحدہ کے ایک انگریز کارخانہ دار نیل کا بیان ہے۔ کہ اس کے دیندار مسلمان (وہابی) ملازم اپنی تنخواہ یا مزدوری کا ایک جز ستھیانہ کیمپ کے لئے علیحدہ کر کے رکھ لیتے تھے' جو لوگ زیادہ جری تھے' وہ تھوڑے بہت زمانہ کے لئے ستھیانہ جا کر خدمت کرتے تھے' جس طرح ہندو ملازم اپنے پرکھوں (بزرگوں) کے شرادھ کے لئے چھٹی مانگتے تھے' اسی طرح مسلمان ملازم یہ کہہ کر چند ماہ کے لئے رخصت لیتے تھے' کہ انہیں فریضہ جہاد کے ادا کرنے کے لئے

(۱) مطلب یہ وہابی سچا مسلمان' سچا مبلغ' اور سچا مجاہد ہوتا تھا اور ہوتا ہے۔ انگریز تو اس کے خلاف تھا۔ اور اسے خلاف ہونا چاہیے تھا۔ سوال یہ ہے کہ آپ اس کے کیوں خلاف ہیں؟ اگر آپ اس کی ہمنوائی نہیں کر سکتے' کم از کم آپ کو مخالفت تو نہیں کرنی چاہیے۔ (فاروقی)

مجاہدین کے ساتھ شریک ہونا ہے' کوئی وہابی باپ اپنے کسی غیر معمولی دیندار بیٹے کے متعلق نہیں کہہ سکتا تھا' کہ وہ کس وقت جہاد کے لئے اس کے گھر سے نکل جائے گا۔"

اور سنئے موصوف لکھتا ہے:

"ہر وہ دیندار مسلمان جس کو عیسائی حکومت کے ماتحت آرام سے زندگی بسر کرنا گوارہ نہ تھا کمر ہمت باندھ لیتا اور ستھیانہ کیمپ کی طرف چل دیتا' وہ سکھوں کے گاؤں کو تاخت وتاراج کرتے رہتے تھے' اور اس بات پر خوش ہوتے تھے' کہ ان کو انگریز کافروں پر ہاتھ صاف کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔" (ص ۳۵)

انگریز اور ہندو...... برابر دشمن ہیں

پھر آگے لکھتا ہے" "جب ہم نے پنجاب کا الحاق کیا تو تعصب کی اس رَو (لہر) کا رُخ جو پہلے سکھوں کی طرف تھا' اب ان کے جانشینوں (انگریزوں) کی طرف پھر گیا۔ ستھیانہ کیمپ کی نظر میں انگریز اور ہندو دونوں برابر تھے' اس لئے اس قابل تھے' کہ تلوار کے ذریعہ ان کا نام ونشان مٹا دینا چاہتے تھے۔" (ص ۳۵)

ان ہر سہ اقتباسات میں قابل توجہ یہ چیز ہے کہ سرولیم ہنٹر اپنے مخالف باغیوں یعنی مجاہدین کو دیندار مسلمان قرار دیتا ہے اور انہیں دیانتداری سے سچے اور سرفروش دین دار سمجھتا ہے' یعنی وہ عداوت اور دشمنی کے باوجود آج کل کے مسلمانوں (بریلوی عقائد کے حنفیوں) کی طرح وہابیوں کو کافر نہیں سمجھتا کافر

نہیں لکھتا' بلکہ اچھا اور دیندار مسلمان کہتا اور لکھتا ہے اور بہ نسبت عام مسلمانوں کے انہیں باوفا سچا مسلمان سمجھتا ہے۔ ع

اَلْفَضْلُ مَاشَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ

انگریز اور وہابی کی جنگ

ڈاکٹر سر ولیم ولسن ہنٹر نے جس شرح و بسط سے ہندوستانی وہابی کے حالات جمع کیے ہیں، اور جن دلائل و شواہد کی روشنی میں قلمبند کیے ہیں غالباً آج تک کسی نے اس انداز سے نہیں لکھے۔ ہنٹر انہیں مذموم اور برا بھی کہتا ہے گویا اپنے تعصب کا ثبوت دیتا ہے۔ (۱) اور جہاں موقع آتا ہے، تو وہ حقائق بیان کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے، اور ان کے استقلال، پامردی، راستبازی اور دینداری کا اعتراف بھی کرتا ہے، جس سے اپنی شرافت و دیانت کا ثبوت دیتا ہے، (۲) اسی سلسلہ میں وہ وہابیوں کی جنگ کا پورا پورا نقشہ کھینچتا ہے اور اس کی تمہید یوں باندھتا ہے:

"وہابی اپنے رائے کی ابتداء سے اعلان کرتے ہیں، کہ ہندوستان اب دارالحرب ہے، لہٰذا اس کے حاکموں کے خلاف جہاد کرنا فرض ہو گیا ہے۔" (ص ۱۸۴)

مسٹر جمس اوکنیلی اس کا نتیجہ یوں مرتب کرتا ہے، اور بتاتا ہے کہ کمزور

---

(۱) اور تعصب کا ثبوت دینا بھی چاہیے تھا کیونکہ وہابی (یعنی سچے مسلمان اور سرفروش مجاہد) اسے بیخ و بن سے اکھاڑنا چاہتے تھے۔ (فاروقی)

(۲) یہ شرافت و دیانت بھی اللہ کی دین ہے وہ جسے چاہے عطا فرما دے۔ ویسے یہ اصل سرمایہ مسلمانوں کا تھا۔ انہیں ہمیشہ تعصب سے بالا ہو کر صاف اور سچی بات کرنی چاہیے۔ انہیں اگر وہابی میں کوئی خوبی نظر آئے تو اس کا بھی اعتراف کرنا چاہیے۔ (فاروقی)

مسلمانوں نے اس سے کیا تاثر قبول کیا‘ لکھتا ہے:

”کمزور اور بزدل بنگالی مسلمان‘ خونخواری اور جوشِ جہاد میں افغانوں سے کم نہ تھے۔“

وہابیوں کے جہاد کا مقصد

مسٹر ہنٹر اس جہاد اور لڑائی کا مقصد کھلے لفظوں میں بیان کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ: .... ”حضرت سید احمد کی اس تحریک کا مقصد“ اسلامی حکومت ”کا قیام تھا‘ اور اسی لیے پہلے ان کا مقابلہ سکھوں سے اور بعد میں انگریزی حکومت سے ہوا۔“

حضرت شاہ صاحب نے حکومت لاہور کو الٹی میٹم دیا ذرا وہ بھی پڑھ لیجئے‘ تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ یہ جماعت جو کام کرتی رہی‘ وہ شرعی دستور اور حکم کے مطابق تھا‘ یا مخالف؟ آپ نے اس میں تین باتیں لکھی ہیں:

(۱) ”یا تو اسلام قبول کرو‘ اس وقت ہمارے بھائی اور (تم) مساوی ہو جاؤ گے لیکن اس میں کوئی جبر نہیں ہے۔

(۲) ہماری اطاعت قبول کر کے جزیہ دینا قبول کرو‘ اس وقت ہم اپنی جان و مال کی طرح تمہاری جان و مال کی حفاظت کریں گے۔

(۳) آخری بات یہ ہے کہ (اگر) تم کو دونوں باتیں منظور نہیں ہیں تو لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ‘ مگر یاد رکھو کہ سارا یاغستان اور ہندوستان ہمارے ساتھ ہے‘ اور تمہیں شرارت سے اتنی محبت نہ ہوگی جتنی کہ ہمیں شہادت سے ہے۔“[1]

(۱) یہ ہے وہابی۔ اور وہابی کی جہد و سعی کا لب لباب۔ اور خدارا کہیے اس میں کون سی بری بات ہے؟ انگریز تو اس کے پیچھے پڑا ہوا تھا کیونکہ یہ اس کے ساتھ جہاد کرتے تھے‘ مگر آپ اس کے پیچھے کیوں پڑے ہوئے ہیں؟ =

وہابیوں کی بے پناہ قوت

اس الٹی میٹم کے بعد جنگ کا شروع ہو جانا لازمی تھا' سکھوں کے ساتھ جو جنگ ہوئی اور جیسی ہوئی اس کے تذکرہ کی یہاں ضرورت نہیں البتہ انگریزوں کے ساتھ جو کچھ ہوا اس کی تفصیل اسی انگریز مصنف ولیم ولسن ہنٹر ہی سے سنئے:

''میں اپنی ان بے عزتیوں' حملوں اور قتل و غارت کی تفصیلات میں جانا نہیں چاہتا' جو ۱۸۵۶ء میں سرحدی جنگ کا باعث ہوئے' اس دوران میں مذہبی دیوانوں نے سرحدی قبائل کو انگریزی حکومت کے خلاف متواتر اکسائے رکھا۔ ایک ہی واقعہ تمام حالات کو واضح کر دے گا' یعنی ۱۸۵۰ء سے ۱۸۵۷ء تک ہم علیحدہ علیحدہ سولہ فوجی مہمیں بھیجنے پر مجبور ہو گئے۔ جس سے باقاعدہ فوج کی تعداد پینتیس ہزار ہو گئی تھی۔ اور ۱۸۵۶ء سے ۱۸۶۳ء تک ان مہمات کی گنتی بیس (۲۰) ہزار ہو گئی تھی اور باقاعدہ فوج کی مجموعی تعداد ساٹھ ہزار ہو گئی تھی۔ بے قاعدہ فوج اور پولیس اس کے علاوہ تھی۔'' (ص۔۳۸)

اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں' کہ وہابی انگریز کے لئے کتنے خطرناک ثابت ہوئے کہ انگریز کو ان سے جنگ کرنے کے لئے ساٹھ ہزار باقاعدہ فوج جمع کرنی پڑی' مگر بایں ہمہ انگریزی فوج کو نقصان پہنچا۔ چنانچہ خود ہنٹر ہی ان کی قوت' جرأت اور بہادری کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے:

= عوام الناس سے گذارش ہے مولویوں کے پروپیگنڈہ پر نہ جائیں کیونکہ وہابی کی موجودگی میں ان کا کاروبار ٹھپ ہوتا ہے' مگر آپ کا تو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ آپ کو اس کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے۔ اگر غور کریں تو آپ کو اندازہ ہو گا کہ وہابی آپ کے ایمان اور مال کو بچا کر آپ کی کتنی خیر خواہی کرتا ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔ پھر خواہ مخواہ کی مخالفت اور دشمنی کا ہے کی؟ (فاروقی)

''۱۸۶۳ء کی لڑائی میں ہم نے کافی نقصان اٹھانے کے بعد سبق حاصل کیا تھا کہ مجاہدین کے کیمپ کے خلاف مہم روانہ کرنا دنیا کے ۳۵ ہزار جنگجو اور بہادر انسانوں کی مجموعی طاقت کے ساتھ جنگ کرنا ہے۔''

پھر ۱۷ر اکتوبر ۱۸۶۳ کو ستر ہزار برطانوی فوج نے سر یول کی سرکردگی میں کوچ کیا' ان کے ساتھ توپخانہ بھی تھا' اور چار ہزار خچر اور بار برداری کے دیگر جانور جن کو جمع کرنے کے لئے پنجاب کا کونہ کونہ چھان مارا تھا ان کے ساتھ تھے۔''

(ص ۴۸)

وہابیوں کے کارنامے

اس پر جو مسٹر ہنٹر نے حاشیہ دیا ہے' اس میں ایک ایک چیز کی پوری تفصیل دی ہے کہ انگریز کو اس جنگ میں کتنا بوجھ برداشت کرنا پڑا .... پھر ایک دوسرے مقام پر وہابیوں کے ہاتھوں انگریزی فوج کے نقصان کا تذکرہ یوں کیا ہے:

''جب ہم نے اس مہم ناگہانی کو چھوڑا تو اسکے چپہ چپہ پر برطانوی سپاہیوں کی قبریں موجود تھی' ہمارا جانی نقصان ۸۴۷ تک پہنچ گیا تھا' یعنی تمام فوج کا دسواں حصہ جو ایک وقت میں مجموعی طور پر نو ہزار کی تعداد تک پہنچ گئی' یہ نقصان صرف درہ پر ہوا تھا' پنجاب گورنمنٹ نے اس مہم کے نتائج بیان کرتے ہوئے اعلان کیا کہ اس سے پہلے اور کسی موقع پر بھی کوہستان میں اس قدر شدید اور دیرپا جنگ نہیں ہوئی' اور یہ کہ ان مجاہدین (یعنی وہابیوں) نے قبائل کا ایک خطرناک

اتحاد پیدا کر لیا تھا' اور اس اتحاد میں ان کی رائے کو بہت وقعت حاصل تھی' نیز یہ کہ مجاہدین بے ضرر اور بے طاقت مجنوں نہیں ہیں' بلکہ ہندوستان میں ہماری سلطنت کے لئے ایک مستقل خطرہ ہیں۔"[1] (ص ۵۹)

چومالہ کے مقام پر ایک مختصر جنگ ہوئی تھی۔ ڈاکٹر ہنٹر اس جنگ کا نقشہ یوں کھینچتا ہے اور اپنی کمزوری اور وہابیوں کی قوت' طاقت اور الوالعزمی کا یوں اعتراف کرتا ہے:

"اتنی کمک کے باوجود ہمارے جرنیل کے لئے آگے بڑھنا ناممکن تھا' ہفتوں تک برطانوی سپاہ ڈر کے مارے درّے میں دبکی پڑی ہے اور وادی چومالہ میں بڑھنے کا حوصلہ نہیں رکھتی۔ ۸ر نومبر کو پنجاب گورنمنٹ نے نہایت بے صبری کے ساتھ پوچھا کہ اگر جرنیل صاحب کو بارہ ہزار فوج کی کمک بہم پہنچائی جائے تو کیا جرنیل صاحب آگے بڑھ سکیں گے۔ ۱۲ر تاریخ کو جواب آیا کہ آگے بڑھنا اسی وقت قابل عمل ہو سکتا ہے جب ہمارے پاس دو ہزار پیادہ فوج اور کچھ توپیں ہوں' اور ساتھ یہ حوصلہ شکن پیغام آیا کہ جرنیل صاحب اسوقت تک ملک پر حملہ کرنے کے خلاف ہیں' جب تک کہ درمیانی قبائل کے ساتھ صلح صفائی نہ ہو جائے۔"

(ص ۵۳)

پھر ایک مہم کا تذکرہ کرتے ہوئے مسٹر ہنٹر فوج کی ناکامی اور وہابیوں کے عزم و استقلال کا اعتراف یوں کرتے ہیں:

---

(۱) دیکھ لیجئے یہ سرفروش دراصل انگریز کے دشمن تھے اور انگریز انہیں اپنے لیے مستقل خطرہ سمجھتا تھا۔ (فاروقی)

''پنجاب گورنمنٹ نے مہم کے نتائج کو بیان کرتے ہوئے افسوس ظاہر کیا کہ مہم ختم بھی ہوگئی' اور ہم اس قابل نہ ہوئے کہ ہندوستانی مجاہدین کو وہاں سے نکال کر باہر کریں' اور ان کو اس بری بات پر ہی آمادہ کر سکیں کہ وہ اطاعت قبول کریں اور ہندوستان میں اپنے گھروں کو واپس آ جائیں۔'' (ص ۶۳)

اس قسم کے بیسیوں اقتباسات ہیں' جو مسٹر ہنٹر کی کتاب سے پیش کیئے جا سکتے ہیں' جن سے یہ پتہ چلتا ہے' کہ وہابیوں نے پوری قوت اور مردانگی کے ساتھ انگریزی فوج سے جنگ لڑی اور بیشتر مقامات پر شاندار فتح پائی۔

انگریز کا آخری حربہ

بالآخر جب انگریز اُن کی قوت کا مقابلہ نہ کر سکا تو اس نے وہی حربہ اختیار کیا جو اس کی گھٹیا فطرت میں داخل ہے' یعنی ''پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو'' پہلے سرحدی قبائل میں پھوٹ ڈالی تھی' ان کو وہابیوں کے خلاف اکسایا اور بھڑکایا گیا' غلط فہمیوں کا طوفان کھڑا کیا گیا۔ من گھڑت اختلافی مسائل کا پروپیگنڈہ کر کے سادہ دل مسلمانوں کو آپس میں لڑایا گیا' پھر علماء اور عام مسلمانوں کے دلوں میں وہابیوں کے خلاف نفرت کے جذبات پیدا کر دیئے گے۔ ان کی اچھائیوں کو برائیوں سے تعبیر کیا گیا' ان کی خوبیوں کو عیب بنا کر دکھایا گیا' مسلمانوں نے دھوکہ کھایا' انگریز نے غلبہ پایا' مجاہدین نے جام شہادت نوش فرمایا' جو بچ نکلے انہیں چن چن کر سزائیں دی گئیں۔ کچھ سولی پر چڑھائے گئے' کچھ قید ہوئے' کچھ کالے پانی بھیجے گئے' بھولے بھالے سیدھے سادے مسلمان' جنہیں بتایا گیا تھا کہ وہابی ایسے ہوتے ہیں' ویسے ہوتے ہیں' بہت خوش ہوئے' انہوں نے اللہ کا

شکر کیا کہ وہابی فنا کے گھاٹ اتر گئے۔ اور کہا اب جو وہابی ہوگا اس کے ساتھ یہی سلوک ہوگا کیونکہ انگریز ہمارے ساتھ ہے' اس کی قوت ہمارے ساتھ ہے' جو وہابی کو کسی صورت بھی ابھرنے نہیں دے گی۔

وہابیت کو ختم کرنے کی آخری کوشش

غالباً بتانے کی اب ضرورت نہیں رہی' کہ وہابیت کیا ہے' ہمارا بھولا بھالا مسلمان جسے وہابیت سمجھتا ہے' وہ تو قطعاً کچھ اور ہے' بیچارا دھوکہ کا شکار ہے۔ لیکن حقائق کا سامنا کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ انگریز نے جس چیز کو وہابیت قرار دیا ہے' اور جسے مٹانے پر اپنی کوشش اور دوڑ دھوپ کی ہے' وہ جذبۂ جہاد ہے' چنانچہ ہنٹر بار بار اس کا اعتراف کر چکا ہے' اور نہایت واضح اور کھلے الفاظ میں یہ لکھ چکا ہے کہ وہابیوں کا اصل الاصول مسئلہ جہاد ہے۔

موصوف خاتمہ پر لکھتا ہے:

''ہم دیکھ چکے ہیں کہ کس طرح متعدد بار جب یہ تحریک تباہ ہونے کے قریب آئی تو انہوں نے بار بار جہاد (کر کے) کے جھنڈے کو تباہی سے بچا کر از سر نو بلند کر دیا (ص ۱۰۱)

انگریز نے علماء کو ہاتھوں میں لیا

اس لئے ضروری اور لازمی تھا' کہ انگریز وہابیت کو ختم کرنے کے لئے ہندوستان کے مسلمانوں کے دلوں میں جہاد کی اہمیت کو ختم کرتا۔ اور انہیں اطمینان دلاتا کہ ہندوستان بقول وہابیوں کے دار الحرب نہیں بلکہ دار السلام ہے' اس لئے یہاں جہاد نہیں ہوسکتا' چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لئے پوری قوت

صرف کی گئی، روپیہ پانی کی طرح بہایا گیا۔ علماء کو ہاتھ میں لیا، لالچ دیا، فتوے حاصل کئے، رسائل لکھوائے، کتابیں چھپوائیں اور لاکھوں کی تعداد میں مفت تقسیم کیں، چنانچہ ہنٹر اس تحریک کے خاتمہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"بنگال جیسے دور دراز صوبے نے اپنے خرچ پر سرحدی کیمپ کے لئے رنگروٹوں کے گروہ کے گروہ تیار کئے، اس کے ہر گاؤں بلکہ ہر خاندان نے ان کی مثال کی پیروی کی اور مصارف جنگ میں حصہ لیا، ان بدنصیب بہکائے ہوئے غداروں کے گروہ ہم نے قید خانے میں ڈال دیئے، عدالتوں نے یکے بعد دیگرے ان کے سرغنوں کو سمندر پار کے بے آب و گیاہ جزیروں میں بھیج دیا۔"

بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے، کہ کلکتہ کی سوسائٹی نے جو فتویٰ شائع کیا، اس کا اثر اس کثیر التعداد اور خطرناک جماعت پر مطلق نہیں پڑا۔ بہرحال اس رسالے نے جہاد کے خلاف دلائل کے دو مختلف اور نمایاں راستے واضح کر دیئے ہیں۔ ان میں ایک تو اس سوسائٹی کی اپنی رائے ہے اور دوسرے علمائے شمالی ہند کا باقاعدہ فتویٰ۔ رسالہ کا مقصد یہ ہے کہ ہندوستان کو دارالسلام ثابت کیا جائے، تاکہ اسلامی رعایا کے لئے جہاد کا خیال ناجائز ٹھہرے۔" (ص ۱۷۶)

اسی سلسلہ میں ولیم ولسن ہنٹر لکھتا اور بڑی خوشی سے لکھتا ہے:

"یہ بات ہمارے لئے اور مسلمانوں کے لئے باعث مبارکباد ہے کہ جو فتوے بھی دیئے گئے، حتیٰ کہ مکہ معظّمہ کے تین سب سے بڑے مفتیوں کو بھی اس بات پر آمادہ کر لیا گیا کہ وہ ہندوستانی مسلمانوں کو مکہ معظّمہ کے خلاف بغاوت کرنے کے خطرناک مرض سے نجات دلائیں۔" (ص ۱۶۳)

اللہ اکبر، کس صفائی سے کہہ دیا ہے کہ مکہ معظّمہ کے تین سب سے بڑے

مفتیوں کو آمادہ کرلیا گیا' سچ تو یہ ہے کہ جب فتویٰ اپنی مرضی کا لینا ہو تو آمادہ ہی کرنا پڑتا ہے اور یہ صحیح ہے کہ وہ بغیر لالچ کے نہیں ہوسکتا۔

جہاد کے خلاف فتوے

بہرحال ہمیں یہ ثابت کرنا ہے کہ علماء سے فتوے لئے گئے اور ان کی خوب نشر و اشاعت کی گئی' تاکہ وہابیت کی روح کو کچل دیا جائے' اسی سلسلہ میں مسٹر ہنٹر نے ہندوستان کے دو بڑے گروہوں یعنی سنی اور شیعہ کے فتوؤں کا ذکر کیا ہے۔ اور لطف یہ کی عیسائی ہونے کے باوجود ان پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:

''اب مسلمانوں کے دو بڑے فرقوں کے باقاعدہ فتوؤں کا ذکر کرتا ہوں' ہندوستان میں سنّی مسلمانوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے' اور یہیں وجہ ہے کہ وہ ایک عرصہ سے اس اعلان میں نمایاں حصہ لے رہے ہیں کہ ہم پر مذہباً بغاوت (جہاد) کا کوئی فریضہ عائد نہیں ہوتا۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے دو قسم کے فتوے حاصل کئے ہیں کلکتہ کی محمڈن لٹریری سوسائٹی نے اس مسئلہ پر تمام سنیوں کی آراء ایک زوردار مسالہ کی شکل میں شائع کردی ہیں۔ میں تمام لوگوں کو یہ رسالہ پڑھنے کی تاکید کرتا ہوں' یہ رسالہ ان (سنی علماء) کی قانونی موشگافیوں کی ایک فتح ہے' اس میں دو مختلف رسائل پر بحث کی گئی ہے جن کی ابتدا اگرچہ متضاد نظریوں سے شروع ہوتی ہے۔ لیکن ان سے انسان ایک خاطر خواہ نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے۔

(۱) شمالی ہند کے علماء ہندوستان کو دارالحرب قرار دیتے ہوئے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ان کے لئے جہاد ضروری ہے۔

(۲) کلکتہ کے علماء نے ہندوستان کو دار السلام تصور کیا ہے اور اس بناء پر جہاد کو ناجائز قرار دیا ہے۔ (ص ۱۷۲)

وہابیوں پر کفر کا فتویٰ

اس کے بعد مسٹر ہنٹر نے ان فتووں پر تنقید کی ہے اور بہت خوشی سے اس امر کا اظہار کیا ہے' کہ سنی علماء جو ہندوستان کو دار الحرب قرار دیتے ہیں' وہ بھی جہاد کو ناجائز سمجھتے ہیں' لہٰذا ہندوستان میں جہاد یا بغاوت کرنا اسلامی نقطہ نگاہ سے ناجائز ہے۔ اور چونکہ وہابی اسے جائز قرار دیتے ہیں لہٰذا وہ اسلام سے خارج ہیں۔ پس اسی بناء پر وہابیوں کے خلاف پروپیگنڈا شروع ہو گیا اور ان کی روح (جہاد) کو کچل دینے کے بعد انہیں ہمیشہ کے لئے موت کی نیند سلا دیا گیا۔

کہتے ہیں بزبانِ حال ان کے مقبروں سے اب یہ آواز آ رہی ہے

ے من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
که بامن ہرچہ کرد آں آشنا کرد

کس قدر شرم کا مقام ہے کہ حکومت انگلشیہ کے ایماء پر جہاں سنی یعنی (بریلوی حنفی) علماء نے یہ فتویٰ دیا' وہاں اِکّا دُکّا اہل حدیث علماء نے بھی جہاد کے خلاف فتویٰ دے دیا' خطاب بھی پایا اور انعام بھی پایا۔ (1)

---

(۱) فاضل مصنف نے کس صاف گوئی سے کام لیا ہے' اگر غلط اور مذموم حرکت میں کوئی اہلحدیث بھی شریک ہوا تو اس کی بھی مذمت کی' انصاف کا تقاضا یہی ہے' جو موصوف نے پورا کیا' اور بتا دیا کہ جرم' جرم ہے خواہ کوئی کرے۔ اہلحدیث علماء کا یہی طرۂ امتیاز ہے کہ وہ اظہار حق میں کسی سے بھی رو رعایت نہیں کرتے۔ اللہ سب علماء کو یہ توفیق دے۔ آمین۔ (فاروقی)

بچہ بچہ وہابی بن جائے گا

مختصر یہ کہ وہابیت کی روح کو کچل کر رکھ دیا گیا' یہاں تک کہ وہابی کہلانا جرم سمجھا گیا اور سرکاری کاغذات میں بڑی جدوجہد کے بعد اپنا نام بدلوایا گیا اور اہل حدیث لکھوایا گیا' کیونکہ حکومت ان کو بھی ''ایں بچہ شتر است'' سمجھتی تھی اور میلی آنکھ سے دیکھتی تھی۔ مگر قدرت ہنستی تھی' کہ آج ہندوستان کو غلام بنانے اور اپنا وقار قائم کرنے کے لئے جس جذبہ کو کچلا جا رہا ہے' وہ جذبہ اَلْجِهَادُ مَاضٍ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ کے مصداق بہت جلد بیدار ہو کر رہے گا اور ہندوستان کو پاکستان بنانے کے خواب دیکھنے لگے گا' چنانچہ جذبۂ جہاد کی بدولت پاکستان بن کر رہا۔ (۱)

(۱) الحمد للہ' ثم الحمد للہ اب پاکستان میں جدھر دیکھو وہابی یعنی حاملین قرآن وسنت اور کھرے مجاہدین نظر آتے ہیں اور اللہ کے لطف و کرم سے یہ تیزی سے بڑھ اور پھیل رہے ہیں۔ کیونکہ یہ گروہ سراسر سچائی پر گامزن ہے اور سچائی پھیلانے کے لئے پیدا ہوا ہے۔ کوئی شہر' قصبہ یا گاؤں حق کی خاطر مرمٹنے والے ان (وہابیوں) سے خالی نہیں۔ ہمیں کسی سے عناد نہیں' ہماری دعا ہے کہ اللہ سب علماء کو کلمہ حق کہنے اور قرآن و سنت کا نور بکھیرنے کی توفیق دے۔ (فاروقی)

ایک گزارش

میں تمام مسلمان بھائیوں سے پرزور درخواست کرتا ہوں کہ خدا کے لئے وہ کبھی تو ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں کہ وہ کس جرم کی پاداش میں وہابیوں کو برا بھلا کہتے ہیں۔ اور پانی پی پی کر کوستے ہیں' اور بدنام کرتے پھرتے ہیں۔ کیا انگریز ان اختلافی مسائل کی خاطر لڑا تھا' جنہیں آپ اتنی اہمیت دے رہے ہیں؟ اگر انگریز ان ہی مسائل کی خاطر وہابیوں سے جنگ آزما ہوتا تو یقیناً آج ہندوستان میں ان مسائل کا کوئی نام بھی نہ لیتا' مگر انگریز کو وہابیوں کی صرف ایک ہی چیز کھائے جا رہی تھی اور وہ تھا جہاد اور جذبہ حریت و آزادی' جسے انگریز نے کچلا۔ اور بری طرح کچلا اور کچھ عرصہ کے لئے اس کو آپ کے ذہنوں سے محو کر دیا' اور آپ کو باہم لڑانے کے لئے علم غیب' نور بشر' حاضر ناظر' مختار کل' نذر و نیاز اور فاتحہ خوانی جیسے مسائل سامنے رکھ دیئے کہ تم ان چھچھوری ہوئی ہڈیوں پر لڑتے رہو' اور اصل چیز کا مطالبہ چھوڑ دو۔ اور انگریز کی حکومت کو قبول کر کے غلامی پر قانع ہو جاؤ۔

انگریز کی نظر میں وہابیوں کا جرم

انگریز کی نظر میں وہابیوں کا جرم اس سے بڑھ کر قطعاً ثابت نہیں ہو سکتا' کہ وہ ہندوستان میں غیروں کی غلامی کا جوا قبول نہ کرتے تھے' وہ آزادی و حریت

کے علمبردار تھے اور صحیح ''اسلامی حکومت'' قائم کرنا چاہتے تھے' آج وہی چنگاری ڈیڑھ سو سال بعد پھر آپ کے دلوں میں پیدا ہوئی ہے' جسے آپ تحریک پاکستان کے نام سے تعبیر کرتے ہیں اور کبھی اسے ''اسلامی نظام حکومت'' کے نام سے پکارتے ہیں' اور نظام باطل کو مٹا دینا چاہتے ہیں۔

آپ انگریز کے پٹھو تو نہیں؟

اللہ کے بندو! آؤ باہم مل کر ان شہیدان ملت کے لئے دعا کریں' جنہوں نے اللہ کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیں' سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیلؒ شہید تمہارے دشمن نہیں تھے' کہ تم ان پر کفر کے فتوے لگاؤ'

کیا تم انگریز کے پٹھو ہو؟

انگریز کے غلام ہو؟

غلامی کے حامی یا غلامی پر قانع ہو' یا انگریزی نظام حکومت کو اسلامی نظام حکومت پر ترجیح دیتے ہو؟ آخر کیا وجہ ہے؟ وہ لوگ (یعنی وہابی) اگر مجرم تھے تو ان کا جرم محض یہ تھا' کہ وہ سرزمین ہند میں اللہ کا قانون رائج کرنا چاہتے تھے' یہاں اسلامی راج دیکھنا چاہتے تھے' اسلامی حکومت قائم کرنا چاہتے تھے' اور ہماری طرح صرف نعروں سے نہیں' قراردادوں سے نہیں' مطالبات سے نہیں' لسانی قوت سے نہیں' خالی خولی ارادوں سے نہیں' بلکہ عمل سے' جدجہد سے' جان و مال سے' تلوار سے' جہاد سے' قربانی سے' دو دو ہزار میل کی مسافت طے کر کے' بھوکوں مر مر کے اللہ کا دین زندہ کرنا چاہتے تھے' اللہ کا قانون نافذ کرنا چاہتے تھے' یقین جان لو' آمین بالجہر کہلوانا اور رفع الیدین کروانا ان کا مقصد نہ تھا۔ اسی طرح

علم غیب' حاضر ناظر اور نور بشر وغیرہ مسائل کو اچھالنا ان کا منشاء نہ تھا' نہ وہ کسی کے گستاخ تھے۔ (۱) یہ سبق تمہیں ٹوڈی ملاؤں نے پڑھا رکھے ہیں' کچھ سوچو' کچھ سمجھو۔

آج یہی آپ کا مطالبہ ہے

اے کاش! تم نے اس پر غور کیا ہوتا کہ ان کا مقصد ایک اور صرف ایک ہی تھا' اور وہ تھا ''اسلامی نظام حکومت کا قیام۔'' آج یہی آپ کا مطالبہ ہے' اگر ہم غلط کہہ رہے ہیں تو بے شک آپ بتائیں۔ اگر بات ایسے ہی ہے۔ بلکہ ایسے ہی ہے تو پھر آپ ان کو برا کیوں کہتے ہیں؟ بدنام کیوں کرتے ہیں؟ ان پر وہابیت کا الزام کیوں لگاتے ہیں؟ جبکہ آپ بھی وہی چاہتے ہیں جو وہ چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اہل اسلام کے تمام طبقات کو ایک دوسرے کے نزدیک آنے اور قریب سے ہو کر دیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

❁❁❁❁

(۱) ہمارا دعویٰ ہے اس وقت دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ محب و متبع' جانثار و فرمانبردار' حاملین وقرآن وسنت ہیں' جنہیں ہمارے بعض احباب غصے سے ''وہابی'' کہتے ہیں' وہابیت کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے ہماری مقبول عام کتب' تحریک وہابیت' سیرۃ الائمہ اور ''مسئلہ تقلید'' پڑھیے۔ ان کے مطالعہ سے ان شاءاللہ آپ کو کافی فائدہ ہوگا۔ (فاروقی)

قرآنِ مجید - دارالسلام کی اشاعتی خدمات
قرآنِ مجید پاکٹ سائز
تفسیر احسن الکلام اردو
تفسیر احسن البیان اردو
دارالسلام کو اردو کے علاوہ انگریزی، فرنچ، سپینش، البانوی، روسی، ہندی، بنگالی، مالاباری، صومالی، فلپائنی، انڈونیشی اور پشتو میں قرآن مجید کے تراجم اور تفاسیر پیش کرنے کا عالمی اعزاز حاصل ہے۔
اطلس القرآن
تلاوت و ترجمہ
(کیسٹس وی سی ڈیز البم سیٹ)
ہیڈ آفس و مرکزی شوروم: 36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ لاہور
فون: 0092 42 7240024-7232400-7111023 فیکس: 7354072
Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com
شوروم: F-8 مرکز اسلام آباد: 2500237 - شوروم: مین طارق روڈ کراچی فون: 021-4393936
شوروم: غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703
دارالسلام
DARUSSALAM

مسلم پبلیکیشنز سوہدرہ (گوجرانوالہ)